ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

فروری 2022ء

''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔''

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''20 فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے۔ ... یہ ایک لمبی پیشگوئی ہے۔ مختلف خصوصیات اس میں بیان ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موعود بیٹے سے متعلق ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 12 مارچ 2021ء، صفحہ 5)

پیشگوئی کی عظمت

ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء

اس پیشگوئی کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ ... جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول، صفحہ 114-115)

ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں، باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے۔ ... مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔

پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنے ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہئے۔ ... اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطباتِ مسرور۔ جلد ہفتم، صفحہ 103۔104)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مصلح موعودؓ نمبر

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

فروری 2022ء جمادی الثانی 1443 ہجری قمری جلد نمبر 51 شمارہ 2

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

شفیق اللہ اور منیب احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ پیش گوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ ''وہ علوم وظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔'' کی چند جھلکیاں	12
★ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک غیر متعصب غیر احمدی شاعرِ باکمال صہبا اختر کا کلام	14
★ عالم اسلام اور خلافتِ احمدیہ از مکرم مولانا عبدالماجد طاہرؔ صاحب	17
★ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا از مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب	21
★ مشعل راہ: از تحریرات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مکرم پروفیسر سہیل احمد ثاقبؔ بسرا صاحب	26
★ میرا پیارا محبوب: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	28
★ رپورٹ: ہیومینٹی فرسٹ کی سلور جوبلی: اظہارِ تشکر کی ایک سادہ اور پروقار تقریب از مکرم محمد اکرم یوسفؔ صاحب	30
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَاالۡبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰذَاالۡبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَاالۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ ؕ﴿۴﴾

(سورۃ البلد 90:1-5)

خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ جب کہ تو اس شہر میں (ایک دن) اُترنے والا ہے۔ اور باپ کی اور جو اُس نے اولاد پیدا کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ أِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رُسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یَنۡزِلُ ۱؎ عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ اِلَی الۡاَرۡضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُلَہٗ ۲؎ وَیَمۡکُثُ خَمۡسًاوَاَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوۡتُ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِیۡ قَبۡرِیۡ فَاَقُوۡمُ اَنَاوَعِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡ قَبۡرٍوَاحِدٍ بَیۡنَ اَبِیۡ بَکۡرٍوَعُمَرَ

(مشکوٰۃ شریف. باب نزول عیسٰی بن مریم ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، ایڈیشن 2015ء۔حدیث نمبر 953، صفحہ 901-902)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے، ان کی (بشارتوں کی حامل) اولاد ہوگی۔ (دعویٰ ماموریت کے بعد) پینتالیس (45) سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس مَیں اور مسیح، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (یعنی روحانیت اور مقصدِ بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متحد الصفات اور ایک ہوگا۔)

۱؎ عِیۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ یَنۡزِلُ فِیۡنَا غَیۡرِ تَشۡرِیۡعٍ وَھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَكٍّ. (فتوحاتِ مکّیہ، جلد اوّل، صفحہ 57، وصحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ 87 ومسند احمد، جلد سوم، صفحہ 345)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام ہم میں نازل ہوں گے بغیر کسی شریعت کے لیکن وہ بلاشک نبی ہیں۔

۲؎ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ قَدۡ أَخۡبَرَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ أَنَّ الۡمَسِیۡحَ الۡمَوۡعُوۡدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُ لَہٗ فَفِی ھٰذا أِشَارَۃٌ أِلٰی أَنَّ اللّٰہَ یُعۡطِیَہٗ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَابَاہُ یَکُوۡنُ مِنۡ عِبَادِ اللّٰہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ. (آئینۂ کمالاتِ اسلام۔روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 578)

کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیحِ موعودؑ یقیناً شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ دراصل اس میں اشارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے یقیناً ایسا صالح بیٹا عطا فرمائے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور اس کے خلاف نہیں ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزّز بندوں میں سے ہوگا۔

نیز فرمایا: فِیۡہِ أِشَارَۃٌ أِلٰی أَنَّہٗ یُوۡلَدُ وَلَدٌ صَالِحٌ یُضَاھِیَ کَمَالَاتِہٖ۔ (تحفۂ بغداد۔روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 209)

کہ اس (پیشگوئی) میں یہ اشارہ ہے کہ اس (مسیحِ موعودؑ) کے ہاں ایک ایسا صالح بیٹا پیدا ہوگا جو اس کی مشابہت میں اس کے کمالات کا حامل ہوگا۔

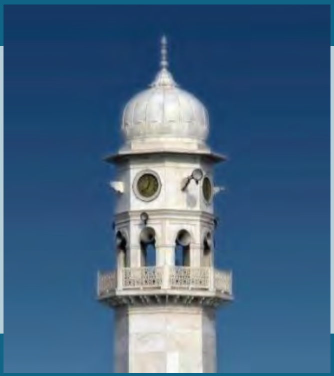

پیش گوئی مصلح موعودؓ

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ''مصلح موعود'' کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ . مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ . جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا .''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ 100-102)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ دسمبر 2021ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ 03 دسمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 03 دسمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر شروع ہوگا۔ آپؓ کا نام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا۔ جسے حضور ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا تھا۔ آپؓ کی کنیت ابوبکر اور لقب عتیق اور صدیق تھے۔ آپؓ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد 573 عیسوی میں ہوئی۔ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو تیم بن مرۃ سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر تھا اور کنیت ام الخیر تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں مرۃ پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین آپؓ کی وفات کے بعد تک زندہ رہے اور انہوں نے اپنے بیٹے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورثہ پایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد پہلے آپؓ کی والدہ کی وفات ہوئی اور پھر آپؓ کے والد نے 14 ہجری میں 97 برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپؓ کے والد نے فتح مکہ کے موقعے پر اسلام قبول کیا تھا جب کہ والدہ ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں شامل تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی تعداد محض اڑتیس تھی اور ابھی دارِ ارقم میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کو درخواست کر کے مسجدِ حرام میں لے گئے اور وہاں لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی چنانچہ وہاں موجود لوگ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بری طرح مارا پیٹا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیروں تلے اتنا روندا گیا کہ آپؓ کی موت میں کوئی شک باقی نہ رہا۔ جب آپؓ کو کچھ ہوش آئی تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کیا۔ پھر اپنی والدہ کو امِ جمیل جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں، ان کے پاس بھجوایا، امِ جمیل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور آپؓ کی والدہ کے سامنے حضور ﷺ کے متعلق بات کرنے سے گھبرائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یقین دہانی کرائی کہ ان کی والدہ اس راز کو ظاہر نہیں کریں گی۔ اس پر امِ جمیل نے بتایا کہ حضور ﷺ دارِ ارقم میں خیریت سے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نہ کھانا چکھوں گا اور نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حالت میں سہارا لے کر لڑکھڑاتے ہوئے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؓ پر شدید رقت طاری تھی۔ حضور ﷺ نے آپؓ کی حالت دیکھی تو بوسہ دینے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھکے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کے حسنِ سلوک کا ذکر کیا اور عرض کی کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے طفیل انہیں آگ سے بچا لے۔ حضور ﷺ نے دعا کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو قبولِ اسلام کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب عتیق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول ملتا ہے کہ ایک موقعے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ یعنی تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ عتیق آپؓ کا نام تھا، تاہم یہ درست نہیں۔ آپؓ کے دوسرے لقب صدیق کی نسبت یہ ذکر ملتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لقب آپؓ کو دیا گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی خبروں کی فی الفور تصدیق کی وجہ سے آپؓ کا نام صدیق پڑ گیا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رات کے وقت حضور ﷺ کو بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تو صبح لوگ اس بارہ میں باتیں کرنے لگے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو آپؓ نے کہا کہ یقیناً یہی سچ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعے کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی تو لوگوں نے کہا کیا آپؓ اس خلافِ عقل بات کو بھی مان لیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو اس کی یہ بات بھی مان لیتا ہوں کہ صبح شام اس پر آسمان سے کلام اترتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 'صدیق' کا خطاب دیا تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

عتیق اور صدیق کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے القابات میں خلیفۃ الرسول اللہ، اَوَّاہٌ یعنی بہت بردبار اور نرم دل، امیر الشاکرین یعنی شکر کرنے والوں کا سردار، ثانی اثنین یہ وہ خطاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو پکارا جیسا کہ ہجرتِ مدینہ کے تناظر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (سورۃ توبہ 10:40)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تکلیف دہ وقت اور مشکل حالت میں اپنے نبی ﷺ کی آپؓ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ذریعے تسلی فرمائی اور الصدیق کے نام اور نبی ثقلینؐ کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو ثانی اثنین کی خلعتِ فاخرہ سے فیض یاب فرمایا کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کی قرآن میں اس تعریف جیسی تعریف کی گئی ہو اور جس کے مخفی حالات سے شبہات کے ہجوم کو دور کر دیا گیا ہو۔

آپؓ کا ایک لقب صاحب الرسول بھی ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر سورۃ توبہ پڑھی گئی جب یہ آیت اِذۡ یَـقُـوۡلُ لِصَاحِبِہٖ آئی تو آپؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں ہی آپؐ کا ساتھی تھا۔

آپؓ کا ایک لقب آدم ثانی ہے۔ یہ لقب آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ہے۔ اپنے ایک مکتوب میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ابوبکر اسلام کے آدم ثانی ہیں۔

سِر الخلافہ میں فرمایا: بخدا! آپؓ اسلام کے لیے آدمِ ثانی اور خیرالانام محمد ﷺ کے انوار کے مظہر اوّل تھے۔

آپؓ کا ایک لقب خلیل الرسول بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خلت اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ وریشے میں دھنس جائے اور وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اس کے لیے مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس پاک فقرے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں تو کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں اگر کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھتا۔

آپؓ کی کنیت ابوبکر کے متعلق مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں مثلاً بکر جوان اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ آپ اونٹوں کی پرورش اور غور و پرداخت میں دلچسپی لیتے تھے لہٰذا آپ کی یہ کنیت ہوئی۔ بعض کے خیال میں آپؓ نے اسلام قبول کرنے میں دوسروں سے پیش قدمی کی، اس لیے یا بعض کے نزدیک ان کی پاکیزہ خصلتوں میں اِبْتِکَار یعنی پیش پیش ہونے کی وجہ سے ابوبکر کہا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ بیان فرماتی ہیں کہ آپؓ گورے رنگ، دبلے پتلے جسم، خمیدہ کمر، بلند پیشانی والے تھے۔ رخساروں پر گوشت کم تھا اور آنکھیں اندر کی طرف تھیں۔ آپؓ مہندی اور کتم سے خضاب لگایا کرتے، آپؓ نرم مزاج اور قوم میں مقبول ومحبوب تھے۔ آپؓ تجارت پیشہ تھے اور کامیاب تجارت میں آپؓ کی جاذب نظر شخصیت اور بے نظیر اخلاق کا بڑا دخل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راس المال چالیس ہزار درہم تھا۔

اسلام سے قبل بھی آپؓ اپنے عمدہ اخلاق اور مالی وسعت کی وجہ سے قریش میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ تعبیر الرؤیاء کا بڑا گہرا علم آپؓ کو عطا کیا گیا تھا۔ اسی طرح فنِ علم الانساب میں بھی کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ اسلام سے قبل خون بہا اور دیتیں اکٹھی کرنا قبیلہ بنو تیم بن مرۃ کے ذمے تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے تو یہ خدمت آپؓ کے سپرد ہوئی۔ غریبوں اور مظلوموں کی مدد کے معاہدے حلف الفضول میں بھی آپؓ شامل تھے۔ بعثت سے قبل ہی آپؓ کو رسول کریم ﷺ سے خاص انس اور خلوص کا تعلق تھا۔ اکثر تجارتی سفروں میں بھی ہم راہی کا شرف حاصل ہوا۔

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے تعلقات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ایک پر تھے۔ زمانہ جاہلیت سے ہی آپؓ کو شرک سے نفرت تھی۔ کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت سے ہی آپؓ کو شراب سے بھی نفرت تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن حزام صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر تھے کہ حکیم کی لونڈی نے کہا کہ تیری پھوپھی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہے کہ اس کا خاوند موسیٰ کی مانند نبی بھیجا گیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی سے اٹھے، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کرلیا۔

سیرت ابن ہشام کی شرح الروض الانف میں ذکر ہے کہ آپؓ نے خواب دیکھا تھا کہ چاند مکہ میں اتر آیا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تمام جگہوں اور گھروں میں پھیل گیا ہے۔ پھر گویا وہ چاند آپؓ کی گود میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

سبل الھدیٰ میں مذکور ہے کہ آپؓ شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے جب آپؓ نے رؤیاء دیکھی۔ بحیرہ راہب نے اس کی تعبیر یہ بیان کی تھی کہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تم اس کی زندگی میں اس کے وزیر ہوگے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہوگے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں مزید روایتیں بھی ہیں جو ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 دسمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 دسمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کی بعض باتیں مختلف زاویوں سے بیان کی گئی ہیں مگر واقعہ ایک ہی ہے۔ اسد الغابہ میں ذکر ملتا ہے کہ یمن میں ازد قبیلہ کے ایک بوڑھے شخص نے اپنے سچے علم کی روشنی میں حرم میں ایک نبی کے مبعوث ہونے اور اس کے مددگار شخص کے پیٹ پر تل، بائیں ران پر ایک علامت، بڑی عمر، پتلا جسم اور چند دیگر صفات کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود ہونے کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کو خبردار کیا کہ ہدایت سے انحراف نہ کرنا، مثالی و بہترین راستے کو مضبوطی سے تھام کر خدا کی طرف سے دیئے گئے مال و دولت کے متعلق خدا سے ڈرتے رہنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس مکہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے دعویٰ کی تصدیق چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یمن کے بوڑھے شخص سے ملاقات کا حوالہ دیا جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے ہاتھ پر گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

ریاض النضرۃ میں بیان کیا گیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قریش کے لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ تمہارا یہ ساتھی دیوانہ ہوگیا ہے جو لوگوں کو توحید کی طرف بلاتا اور خود کو نبی کہتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اور بغیر کسی توقف اور تردد کے آپؐ کی بیعت کر کے آپؐ کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ آپؐ جو لے کر آئے وہ حق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور انتظار کرتا رہا سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں کیونکہ آپؐ کو صادق اور راستباز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ایک اور جگہ بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا عجیب طور تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ پر کسی سوال کے بجائے نہ صرف آپؐ کی صداقت کی خود گواہی دی بلکہ سات اور نوجوان آپؓ کے سمجھانے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے بڑے ابتلاء آئے، جائیدادیں اور وطن چھوڑنا پڑا، عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر ان کے پایہ ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا۔ اگر غور کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدق کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کسی بھی شخص کو ممکن حد تک مجاہدہ کرنے، حتی المقدور دعا سے کام لینے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری فطرت کے رنگ میں رنگین ہوئے بغیر صدیقی کمالات حاصل نہیں ہوسکتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا مصدق ہونے کو اپنے افعال سے ثابت کر دکھایا، مرتے دم تک نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورہ رحمٰن کی آیت

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (سورۃ الرحمٰن 47:55)

(اور جو بھی اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دیتے ہیں کہ سب سے زیادہ انہی کو دکھ دیا گیا اور سب سے بڑھ کر وہی ستائے گئے تو سب سے پہلے تخت نبوت پر بھی وہی بٹھائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہاں بھی انعام سے نوازتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اوّل مقرر کیا اور اگلے جہان میں تو ہے ہی جنت۔

مورخین کے نزدیک مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ احمد بن عبداللہ لکھتے ہیں کہ پہلے بالغ عربی شخص جس نے اسلام قبول کر کے اس کا اظہار کیا وہ حضرت ابوبکر بن ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی تو ہے جس نے غارِ ثور میں اپنے آپؐ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع میں بالکل محو کر رکھا تھا اور وہ ان سب لوگوں میں سے پہلا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر لکھتا ہے کہ ابوبکرؓ کا آغازِ اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے۔ سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے کلی اتفاق ہے۔

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے ایک جماعت نے آپؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہ حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کے سب ایسے جلیل القدر اور عالی مرتبہ اصحاب نکلے کہ چوٹی کے صحابہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور ان دس صحابہ میں سے ہیں، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے جنت کی بشارت دی تھی اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مقرب صحابی اور مشیر شمار ہوتے تھے۔

کفار مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے مظالم کیے۔ نہ صرف کمزور اور غلام مسلمان ہی ظلم و تشدد کا نشانہ بنے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی محفوظ نہ رہے۔

سیرت حلبیہ میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ قریش کا شیر کہلانے والے نوفل بن عدویہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کا اظہار کرنے پر دونوں کو پکڑ کر ایک ہی رسی سے باندھ دیا۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرینین بھی کہتے ہیں یعنی دو ساتھی ملے ہوئے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے کپڑا آپؐ کی گردن میں ڈال کر آپؐ کا گلہ زور سے گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے اور انہوں نے عقبہ کو دھکیل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ کہ کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ مسجد حرام میں مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ہوئی تو وہ پہنچے اور آپؓ نے کہا

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ کیا تم محض اس لیے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔

اس پر مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آپؓ کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپؓ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپؓ کے ہاتھ میں آ جاتے اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہ اے بزرگی اور عزت والے تو بابرکت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے ساتھ جس نے لڑائی کی میں نے اسے مار گرایا مگر سب سے بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنگ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے کہ کوئی بھی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے سے پہلے ان سے مقابلہ کرے گا۔ پھر ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے والے قریش کے لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مار بھگایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن کی زمین بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ شخص یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ

چند دشمنوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپؐ کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپؐ کو مشکل سے چھڑایا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور سات ایسے غلاموں کو آزاد کروایا جن کو اللہ کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ ان غلاموں میں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زنیرہ، حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی، بنی مومل کی ایک لونڈی اور ام عبیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ذکر آئندہ بھی انشاء اللہ چلے گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17 دسمبر 2021

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 دسمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر میں غلاموں کو آزاد کرنے کے کچھ مزید واقعات ہیں۔ آپؓ نے نہدیہ اور ان کی بیٹی کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے آزاد کرایا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے بنو مؤمل کی ایک لونڈی کو ایذا دے رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بھی آزاد کرایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے ایک بار آپؓ کو یہ مشورہ دیا کہ تم طاقتور مردوں کو آزاد کراؤ تاکہ وہ تمہاری حفاظت تو کریں، اس پر آپؓ نے جواب دیا کہ میں تو محض اللہ عزوجل کی رضا چاہتا ہوں۔ علامہ قرطبی وعلامہ آلوسی اور بعض دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ سورۃ اللیل کی آیات فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی سے وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی (سورۃ اللیل 92: 6-22) تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی عمل کی وجہ سے آپؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جن کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

پس وہ جس نے (راہِ حق میں دیا) اور تقویٰ اختیار کیا اور بہترین نیکی کی تصدیق کی تو ہم ضرور اسے کشادگی عطا کریں گے اور جہاں تک اس کا تعلق ہے جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور بہترین نیکی کی تکذیب کی تو ہم اسے ضرور تنگی میں ڈال دیں گے اور اِس کا مال جب تباہ ہو جائے گا اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ یقیناً ہدایت دینا ہم پر بہرحال فرض ہے اور یقیناً انجام بھی لازماً ہمارے تصرف میں ہے اور آغاز بھی۔ پس میں تمہیں اس آگ سے ڈراتا ہوں جو شعلہ زن ہے، اِس میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر سخت بد بخت، وہ جس نے جھٹلایا اور پیٹھ پھیر لی جب کہ سب سے بڑھ کر متقی اس سے ضرور بچایا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے پاکیزگی چاہتے ہوئے اور اس پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ جس کا (اس کی طرف سے) بدلہ دیا جا رہا ہو۔ (یہ) محض اپنے ربِ اعلیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے (خرچ کرتا ہے) اور وہ ضرور راضی ہو جائے گا۔

(سورۃ اللیل 92:6-22)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کیے جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کسی دور میں غلام تھے، ان کی پیٹھ کو ایک شخص نے دیکھا کہ وہ نہایت سخت اور بھینس کی کھال کی طرح کھردری ہے تو وہ حیران رہ گیا۔ دریافت کرنے پر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام قبول کرنے پر ہمارا مالک ہمیں تپتی دھوپ میں لٹا کر مارتا اور کہتا کہ کہو کہ ہم محمد ﷺ کو نہیں مانتے، ہم اس پر کلمہ شہادت پڑھتے رہتے تو وہ ہمیں اور مارتا اور نہایت سخت اور کھردرے پتھروں پر گھسیٹتا۔ جو کچھ تم نے دیکھا وہ اسی مار پیٹ اور گھسیٹے جانے کا نتیجہ ہے۔ سالہا سال ان پر ظلم ہوا، آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جائیداد کا بہت سا حصہ فروخت کر کے انہیں آزاد کرایا۔

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو غلام رسول کریم ﷺ پر ایمان لائے ان میں حبشی بھی تھے۔ جیسے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان میں رومی بھی تھے جیسے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان میں عیسائی بھی تھے جیسے حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشرکین بھی تھے جیسے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے مالک تپتی ریت پر لٹا کر اوپر یا تو پتھر رکھ دیتے یا نوجوانوں کو سینے پر کودنے کے لیے مقرر کر دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان پر یہ مظالم دیکھے تو قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کرایا۔

جب کفار کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور ﷺ نے رجب 5 نبوی میں مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کا ارشاد فرمایا چنانچہ گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہجرت کے ارادے سے نکلے تھے لیکن برک الغماد مقام پر قارہ قبیلے کے سردار ابن دغنہ نے آپؓ کے ارادے کو جان کر پناہ دینے کا عہد کیا اور واپس مکہ لے آیا۔ مکے پہنچ کر اس نے قریش کے سرداروں سے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے آدمی کو نہ وطن سے نکالا جاتا ہے اور نہ وہ وطن سے نکلتا ہے۔ تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ایسی خوبیاں بجالاتا ہے جو معدوم ہو چکی ہیں اور وہ صلہ رحمی کرتا ہے، تھکے ہاروں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ قبول کی لیکن کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں ہی کیا کرے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں ہی نماز اور تلاوتِ قرآن کیا کرتے۔ کچھ عرصے بعد آپؓ نے اپنے گھر سے ملحقہ صحن میں عبادت کی جگہ بنالی جہاں مشرک عورتیں اور بچے آپؓ کی پرسوز عبادت کی کیفیت کو حیرت سے دیکھتے۔ اس پر قریشِ مکہ نے ابنِ دغنہ کو آگاہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن دغنہ کو فرمایا کہ میں آپ کی پناہ واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔

حضرت ابوبکر شعبِ ابی طالب میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان مشکل ترین حالات میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۝ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۝ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ

(سورۃ الروم 2:30 تا 4)

والی آیات نازل ہوئیں۔جن کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

اہل روم مغلوب کئے گئے۔قریب کی زمین میں۔اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آجائیں گے۔تین سے نو سال کے عرصہ تک۔

تو مشرکین پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب آجائیں کیونکہ وہ بھی بت پرست تھے جب کہ مسلمان پسند کرتے تھے کہ اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب آجائیں کیونکہ اہلِ روم بھی اہلِ کتاب تھے۔رسولِ کریم ﷺ کے یہ فرمانے کے بعد کہ اہلِ روم ضرور غالب آجائیں گے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کے ساتھ شرط قائم کرلی۔

صحیح بخاری میں رسولِ کریم ﷺ کی چار ایسی پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ان پیش گوئیوں میں غلبہ روم والی پیش گوئی بھی ہے۔علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل کے درمیان چند سال کی مدت پر شرط لگی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ بِضع کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں نو برس یا سات برس کا اطلاق ہوتا ہو پس مدت بڑھالو۔اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدت بڑھالی اور بالآخر اہلِ روم غالب آگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بِضع کا لفظ مجمل ہے اور اکثر نو برس تک اطلاق پاتا ہے۔قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب آپؐ مکے میں مقیم تھے اور ہجرت نہیں ہوئی تھی اس کے بعد مقررہ میعاد کے اندر اندر ہی جنگ نے اچانک پلٹا کھایا اور روم نے فارس کو زیر کرکے تھوڑے عرصے میں ہی اپنا علاقہ واپس چھین لیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض کفار نے سو سو اونٹوں کی شرط باندھی تھی۔بظاہر اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جاتا تھا، لیکن فیصلہ کن جنگ میں رومی سپاہی باوجود تعداد اور سامان میں کم ہونے کے قرآن کریم کی پیش گوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عرب قبائل میں تبلیغ کا حکم دیا تو آپ ؐحج کے موقعے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اوس اور خزرج نیز بعض دیگر قبائل کی مجالس میں تشریف لے گئے اور انہیں تبلیغ کی۔اسی طرح ایک حج کے موقعے پر آپؐ نے قبیلہ بکر بن وائل کی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبلیغ کے لیے بھجوایا۔ایک قبیلہ بنی شیبان بن ثعلبہ حضور ﷺ کی دعوت سے متاثر تو بہت ہوا تاہم ان کے سرداروں میں سے ایک مثنیٰ بن حارثہ نے کسریٰ کے ساتھ اپنے معاہدے کا ذکر کیا جس کے مطابق وہ کوئی نیا کام کر سکتے تھے اور نہ کسی نئے کام کے کرنے والے کو پناہ دے سکتے تھے۔نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اگر تھوڑے عرصے میں اللہ تعالیٰ تمہیں کسریٰ کی زمین کا وارث بنادے تو کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کروگے؟ یہ سن کر وہ آمادہ ہوگئے۔خدا کی قدرت کہ وہی مثنیٰ بن حارثہ جو کسریٰ سے مرعوب ہوکر اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں کسریٰ سے لڑائی کے وقت اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے افغانستان اور پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ افغانستان میں احمدی بہت تکلیف سے گزر رہے ہیں۔بعض گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں، لوگ بے گھر بھی ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔پاکستان میں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں۔کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق دے اور ہر شر کو ختم کرے، دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔آمین!

نمازِ جنازہ غائب

اس کے بعد حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔مکرم الحاج عبدالرحمٰن عینن صاحب سابق سیکرٹری امورِ عامہ اور افسر جلسہ سالانہ گھانا۔آپ 81 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم گریٹر اکرا ریجن کے لمبا عرصہ صدر بھی رہے۔مرحوم بے حد نخی مزاج، دعا گو، عبادت گزار اور جماعت و خلافت کے جاں نثار سپاہی تھے۔

2۔مکرم اذیاب علی محمد الجبالی صاحب آف اردن جو گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم نے 2010ء میں بیعت کی تھی اور اپنے علاقے میں اکیلے احمدی تھے۔احمدیت اور خلافت کے لیے بڑی غیرت رکھنے والے، پہاڑوں کی طرح مضبوط ایمان کے حامل تھے۔

3۔مکرم دین محمد شاہد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ حال مقیم کیلگری کینیڈا جو 92 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم نے پاکستان کے علاوہ چار برس جزائر فجی میں بطور مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔چار کتابوں کے مصنف اور متعدد علمی مضامین لکھنے کا موقع ملا۔مرحوم لمبا عرصہ ربوہ میں بطور پریس سیکرٹری بھی کام کرتے رہے۔

4۔مکرم میاں رفیق احمد صاحب کارکن دفتر جلسہ سالانہ جو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم مکینیکل انجینئر تھے اور پہلے 1986ء میں وقفِ عارضی کرکے دفتر جلسہ سالانہ میں خدمت بجالاتے رہے اور پھر 1989ء میں باقاعدہ زندگی وقف کرکے دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں بطور ناظم ٹیکنیکل امور خدمات بجالانا شروع کیا اور تادمِ آخر اسی خدمت پر مامور رہے۔مرحوم نہایت مخلص، عبادت گزار، غریبوں کی مدد کرنے والے، خلافت کے عاشق اور شریف النفس انسان تھے۔

5۔مکرمہ قانتہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ ظفر صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ امریکہ جو گزشتہ دنوں کار کے حادثے میں وفات پاگئی تھیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحومہ 1941ء میں پیدا ہوئیں اور آپ نے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔خلافت، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، رسولِ کریم ﷺ اور قرآنِ کریم سے بڑا گہرا عشق کا تعلق تھا۔مرحومہ نہایت سادہ، منکسر المزاج، غریب پرور، مہربان اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 24 دسمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 دسمبر 2021 کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ،

یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصاحبت کا بھی ذکر ہے۔ مکہ میں مقیم مسلمانوں پر جب کفار مکہ کا ظلم وستم مسلسل بڑھا تو اِسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب میں دو مسلمانوں کو شور زمین والی کھجوروں میں گھرا مقام ہجرت دکھایا گیا۔ اس کا جغرافیہ اور نقشہ دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد فرمایا کہ یہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے۔ کچھ عرصہ بعد جب مدینہ کے سعادت مند انصار نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تو القائے ربانی سے آپؐ پر منکشف ہوا کہ وہ یثرب کی سرزمین ہے جو بعد ازاں مدینہ کے نام سے مشہور ہونے والی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بعد مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کر دی جس میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد اور بھی تیزی آ گئی۔ مکہ کے ظالم سردار غصہ سے تلملا کر مسلمانوں پر ظلم وستم کے نت نئے طریقے استعمال کرنے لگے لیکن صبر وشکر کرنے والے مومنوں کی جماعت میں سے جو ہجرت کر سکتے تھے مدینہ کی طرف مسلسل ہجرت کرتے چلے گئے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِذن خداوندی کا انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا کہ عَلٰی رِسْلِکَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یُّؤْذَنَ لِیْ یعنی ذرا ٹھہر جائیں کیونکہ میں بھی امید کرتا ہوں کہ مجھے بھی اجازت دی جائے۔

آخر مکہ میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند غلام رہ گئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار مکہ کو جب یہ خدشہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ نہ چلے جائیں تو وہ آپؐ کے خلاف خفیہ مشورہ کرنے کے لیے قصی بن کلاب کے گھر دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ دن یوم الزحمہ کہلاتا ہے۔ اس مشورہ میں قریش کے نامی گرامی سرداران کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ بعض ایسے سردار بھی شامل تھے جن کا شمار قریش سے نہیں ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مختلف تجاویز زیر غور آتی رہیں جیسے یا تو ایک ہی جگہ پابند کر دیا جائے یا پھر وطن سے نکال دیا جائے لیکن ابوجہل کی رائے تھی کہ قریش کے ہر قبیلے سے مضبوط اور حسب ونسب والا جوان چنا جائے اور وہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیں۔ اس طرح آپؐ کا خون سارے قبائل میں منقسم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف سارے قبیلوں سے جنگ نہ کر سکیں گے اور دیت دینے پر راضی ہو جائیں گے۔ اس پر ایک چادر اوڑھے ہوئے بوڑھے، عمر رسیدہ، ابلیس صفت انسان جسے کوئی نہ جانتا تھا کہنے لگا میں اہل نجد میں سے ہوں اور تمہاری بھلائی کے لیے آیا ہوں۔ اس نے ابوجہل کی رائے کی بھرپور تائید کی جس پر سب نے اتفاق کر لیا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ساری صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے جبرئیل کے ذریعہ ہجرت کی اجازت دی اور ساتھ ہی فتح ونصرت واپس مکہ آنے کی بشارت بھی دی۔

ہجرت کی اجازت ملنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدید گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت پوری احتیاط کے ساتھ چادر اوڑھے تا کہ کسی کو آپؐ کا علم بھی نہ ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا مجھے بھی ساتھ لے چلیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ سفر ہجرت سے متعلق چونکہ پہلے ہی اشارہ ہو چکا تھا اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فراست سے دو اونٹنیاں پہلے سے ہی آٹھ سو درہم میں خرید کر تیار کر لی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اونٹنی چار سو درہم اور ایک روایت کے مطابق آٹھ سو درہم میں خرید لی۔

منصوبے کے مطابق پہلی منزل غارِ ثور طے کی گئی جہاں تین دن قیام کرنا تھا۔ مکہ کے اطراف تمام صحرائی راستوں سے واقف ایک مشرک لیکن شریف النفس شخص عبداللہ بن اریقط کے حوالے تین اونٹنیاں کی گئیں کہ وہ تین دن بعد غارِ ثور پر علی الصبح لے کر آ جائے۔ یہ شخص بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ روزانہ مکہ کے حالات رات کو غارِ ثور رپورٹ کریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دانا اور ذمہ دار غلام عامر بن فہیرہ کو یہ ڈیوٹی دی گئی کہ وہ اپنی بکریاں غارِ ثور کے گرد ہی چرائے گا اور رات کے وقت دودھ دینے والی بکریوں کا تازہ دودھ فراہم کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد یہ کام ہوا کہ وہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آپؐ کی سبز یا ایک روایت کے مطابق سرخ رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سوئیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو امانتیں واپس کر کے تین دن بعد مدینہ پہنچ جائیں گے۔

سفر ہجرت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلنے کے معین وقت کے بارہ میں مختلف روایات ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق آپؐ صبح کے وقت گھر سے نکلے اور کسی مخالف نے آپؐ کو نہیں دیکھا جب کہ مخالفین نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں ذکر کیا ہے کہ ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلنے کے بعد کس طرف تشریف لے گئے اس بارہ میں بھی زیادہ درست اور قرین قیاس یہی ہے کہ آپؐ اپنے گھر سے نکل کر سیدھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے ان کے ساتھ غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔ سفرِ ہجرت میں زادِ راہ کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کمال ذہانت سے دونوں افراد کے لیے کچھ سامان ایک تھیلے میں ڈال دیا۔ تھیلے کا منہ بند کرنے کے لیے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نطاق یعنی کمر بند سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس سے تھیلے کا منہ بند کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسمآ! اللہ تمہارے اس نطاق کے بدلے میں تمہیں جنت میں دو نطاق عطا کرے گا۔ اس کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہمیشہ کے لیے 'ذات النطاق' پڑ گیا۔

سفر ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیر لب اس آیت کا ورد فرماتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○

(سورۃ بنی اسرائیل 81:17)

اور تو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لیے طاقتور مددگار عطا کر۔

جب کہ شرح زرقانی میں ایک دعا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ خانہ کعبہ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی

طرف اپنا رخِ مبارک کر کے فرمایا کہ بخدا اے مکہ! تو اللہ کی زمین میں سے مجھے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو میں کبھی بھی نہ نکلتا۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ غارِ ثور کے سفر کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر آپؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلتے تا کہ آپؐ ہر طرف سے محفوظ و مامون رہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس پہاڑی سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بھی زخمی ہو گئے تھے۔ غارِ ثور پہنچنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی بھی خطرے کے پیشِ نظر پہلے خود اندر گئے اور غار کی صفائی ستھرائی بھی کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی دعوت دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پاؤں ایک سوراخ پر رکھ دیا جس سے کوئی بچھو یا سانپ وغیرہ ڈستا رہا لیکن آپؓ نے ذرا جنبش نہ فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت دیکھ کر ماجرا پوچھا اور آپؐ نے اپنا لعاب مبارک وہاں لگایا جس کے بعد ان کا پاؤں ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

قریشِ مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سونے کا علم ہوا تو آپؓ کو زدوکوب کر کے چھوڑ دیا۔ پھر حضرت اسماء سے باز پرس کے دوران ابوجہل نے زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے ان کے کان کی بالی ٹوٹ گئی۔ آخر کار رئیسِ مکہ امیہ بن خلف خود ایک ماہر کھوجی علقمہ بن کرز کو لے کر اپنے ساتھیوں سمیت عین غارِ ثور کے دہانے تک جا پہنچا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پاؤں دیکھ رہا تھا اور کوئی ایک بھی اندر جھانک لیتا تو ہم پکڑے جاتے۔ لیکن خطرے کی اس گھڑی میں معجزانہ قدرتِ الٰہی سے ایک مکڑے نے غار کے منہ پر جالا بُن دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے۔

اس کے بعد کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

نئے سال کے آغاز پر عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو دعاؤں، نوافل، انفرادی واجتماعی تہجد، درود شریف، استغفار کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 31 دسمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ اور سورۃ التوبہ آیت 40 کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غارِ ثور کے واقعے کا ذکر چل رہا تھا۔ اس واقعے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اگر تم اس رسول کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور بہت حکمت والا ہے۔

جب کفارِ مکہ غار کے دہانے پر کھڑے باتیں کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پکڑے جانے کے خوف سے گھبرا گئے ایسے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ غم نہ کر و یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

غارِ ثور کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر سراغ رساں نے کہا کہ وہ لوگ یہاں سے آگے نہیں گئے۔ اس پر کسی نے غار کے اندر جھانکنے کی کوشش کی تو امیہ بن خلف نے تلخی اور بے پروائی سے کہا کہ یہ جالا اور درخت تو میں محمد (ﷺ) کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں، تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے، وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے۔

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قریشِ مکہ نے محمد ﷺ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے پر ایک سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا تھا، اس انعام کی طمع میں کئی لوگ مکے کے چاروں طرف ادھر ادھر نکل گئے۔ جب رؤسائے قریش غار پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا اس کی عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دیدیئے تھے اور ایک مکڑی نے جالا بن دیا تھا۔ بظاہر یہ روایت کمزور ہے لیکن اگر ایسا ہوا بھی ہو تو تعجب کی بات نہیں۔ جب کفار کو اتنے قریب پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا اُن کا خدا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقت بھری آواز میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں مارا جاؤں تو میں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امت کی امت مٹ گئی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کا ایک پہلو یہ ہے کہ موسیٰ کے ساتھیوں نے گھبرا کر کہا کہ اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے مگر محمد ﷺ کے توکل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے۔ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آ چکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مصیبت کی اس گھڑی میں آنحضرت ﷺ کا یہ انتخاب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی زبردست دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ کو کشف اور الہام سے بتا دیا گیا تھا کہ اس کام کے لیے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر جب اس قسم کا وقت آیا تو ان کے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّے پر آنحضرت ﷺ کو اور دوسرے پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو غارِ ثور آتے اور دن بھر کی خبریں دیتے، ہدایات لیتے اور علی الصبح اس طور مکہ واپس جاتے کہ جیسے رات مکے میں ہی بسر کی ہو۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت یہ تھی کہ رات کو دودھ والی بکریوں کا دودھ دینے کے بعد بکریوں کو اس طرح واپس لاتے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشانوں کو مٹا دیتے۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن اریقط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ وعدہ ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تین دن بعد صبح کے وقت اونٹ لے کر پہنچے گا چنانچہ تیسرے دن وہ اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام قصوا ملتا ہے اس پر آپؐ سوار ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوار کیا اور حضرت اریقط رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گھر پر کل سرمایہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھا، آپؓ نے روانہ ہوتے وقت وہ سرمایہ اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپؐ نے مکے سے نکلتے ہوئے نہایت افسوس سے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

جب مکے سے تقریباً بیاسی میل کے فاصلے پر جحفہ مقام پر پہنچے تو سورۃ القصص کی 86 آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ نازل ہوئی یعنی وہ جس نے قرآن کو تجھ پر فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔

حضرت اریقط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ماہر راستہ شناس کی نگرانی میں ساحلی بستیوں کی طرف سے مدینے کی طرف یہ سفر شروع ہوا تو انعام کے لالچ میں تعاقب کرنے والوں میں ایک نام سراقہ بن مالک کا بھی تھا۔ سراقہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے انہوں نے خود اس واقعے کی تفاصیل بیان کی ہیں۔ ان کے مطابق بار بار اس تعاقب کے خلاف فال نکلنے کے باوجود وہ کوشش کرتے رہے۔ ان کی اونٹنی بری طرح ٹھوکر کھا گئی، اس کے پاؤں ریت میں دھنس گئے۔ بالآخر انہیں یقین ہوگیا کہ یہ تعاقب درست نہ تھا۔ انہوں نے امان کی آواز لگائی اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپؐ ایک دن ضرور بادشاہ ہوں گے، مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس روز مجھ سے عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔ حضور ﷺ نے انہیں وہ تحریر لکھوا دی۔

یہ ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے نئے سال کے آغاز پر عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو دعاؤں، نوافل اور انفرادی و اجتماعی تہجد کی طرف توجہ دلائی۔ درود شریف، استغفار اور درج ذیل دعائیں پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (سورۃ آل عمران 9:3)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ آل عمران 148:3)

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

نمازِ جنازہ غائب

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب سابق امیر ضلع ملتان جو 18 دسمبر 2021ء کو 80 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم لمبا عرصہ قائد ضلع ملتان، قائد مجلس اور قائد علاقہ بھی رہے۔ آپ کی شادی حضرت مرزا عزیز احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی دردانہ صاحبہ سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ 1984ء کے حکومتی آرڈیننس کے بعد کے آزمائشی دور میں بڑی دلیری کے ساتھ ضلع ملتان کے تمام ساتھیوں کو ہمت دلاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفرِ ہجرت میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ ایک موقعے پر قافلے کو لیڈ بھی کیا۔ مرحوم بڑے عبادت گزار، تلاوت کلام پاک کا شوق رکھنے والے، تہجد کے پابند، متوکل، خلافت اور نظام کا احترام کرنے والے، وسیع القلب، مہمان نواز، دلیر، رشتے داروں اور غریبوں کا خیال رکھنے والے تھے۔

☆مکرم رحمت اللہ صاحب انڈونیشیا جو چھیاسٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم مشرقی جاوا میں پیدا ہوئے تھے اور 1980ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ 1993ء میں نظامِ وصیت سے منسلک ہوئے۔ بیعت کے بعد مقامی جماعت کے علاوہ لوکل مجالس انصاراللہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ مخالفت کے باوجود ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ خلافت کا بڑا احترام کرنے والے اطاعت گزار تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے اور چھ نواسے شامل ہیں۔

☆مکرم الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر۔ یہ 24 دسمبر 2021ء کو 94 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم صوبائی امیر جموں و کشمیر کے علاوہ ضلعی امیر اور ناظم انصاراللہ کے طور پر خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ آپ کی صوبائی امارت کے دوران وادی کشمیر میں پانچ جماعتی سکولوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔ مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لیے بھی انہوں نے بڑی محنت کی۔ مرحوم سال ہا سال انجمن تحریکِ جدید بھارت کے اعزازی ممبر اور رکن رہے۔ یاری پورہ کے علاقے میں سماجی خدمات کی وجہ سے ان کی بڑی عزت تھی۔ مرحوم نہایت نیک، نرم مزاج، ملنسار، ہر دل عزیز، سنجیدہ اور خاموش طبع بزرگ تھے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 07، 14، 21، 28 دسمبر 2021ء اور 04 جنوری 2022ء)

پہلی پیش گوئی
ایک عبرتناک انذار اور ایک عظیم خوش خبری

پھر خدائے کریم جَلَّ شَانُہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی **بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔** ... تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، ایڈیشن 2019ء، صفحہ 125-126) اشتہار 20 فروری 1886ء

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 18 سال سے 35 سال کی عمر کی چند جھلکیاں

20 فروری یوم مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کی ہلکی سی جھلک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 19 فروری 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

20 فروری کا دن جماعت میں پیش گوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے یاد رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موعود بیٹے کے متعلق اس لمبی پیش گوئی میں مختلف خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ آج میں اس میں سے ایک پہلو یعنی وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی تحریرات و تقاریر کے حوالہ سے کچھ بیان کروں گا۔ حضورؓ کی بنیادی تعلیم تو صرف پرائمری تک تھی۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے آپؓ کو جو علوم ظاہری و باطنی عطا کئے تھے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا صرف تعارف پیش کرنا ہی ایک سلسلہ خطبات کا متقاضی ہے۔ پس حضورؓ کے علم و معرفت اور تبحرِ علمی کی ہلکی سی جھلک دکھانے کی خاطر میں نے سوچا کہ آپؓ کے مضامین و تقاریر کا ایک مختصر تعارف یا ان میں سے بعض نکات خلاصۃً پیش کروں۔ آپؓ کے یہ مضامین توحیدِ باری تعالیٰ اور ملائکہ کی حقیقت جیسے روحانی امور سے لے کر مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی راہنمائی، اقتصادی و مالی نظام اور تاریخِ اسلام تک پھیلے ہوئے ہیں۔ سولہ، سترہ سال کا نوجوان، جس کی باقاعدہ بنیادی تعلیم بھی کچھ نہیں، وہ ایسے ایسے نکات بیان کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اس وقت میں آپ کی اسی عمر سے لے کر چونتیس پینتیس برس کی عمر تک کے مضامین کی جھلک پیش کرتا ہوں۔

مارچ 1907ء میں 18 برس کی عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم الشان مضمون بعنوان محبتِ الٰہی تحریر فرمایا۔ اس مضمون میں آپؓ فرماتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور دائمی زندگی بخشنے والے اس سمندر میں غوطہ زن رہے۔ محبت کے نتیجے میں انسان گناہوں سے بچتا اور درجات میں ترقی کرتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھائیں اور اپنے دل میں اخلاص و محبت پیدا کریں اور ایک سورج کی طرح ہو جائیں جس سے دنیا روشنی پکڑتی ہو۔ اس مضمون میں آپؓ نے خدا تعالیٰ کے بارہ میں یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے عقائد بیان کئے اور فرمایا کہ اسلام کے زندہ خدا کا ثبوت یہ ہے کہ وہ وحی و الہام سے انسان کی آج بھی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 28 دسمبر 1908ء کے جلسہ میں ''ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں'' کے موضوع پر ایک بڑا پُر مغز خطاب فرمایا۔ آپؓ نے سورہ توبہ کی آیات 111 اور 112 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ہر انسان کو سوچنا چاہئے کہ خدا نے مجھے کیوں پیدا کیا، اور مرنے کے بعد کیا ہو گا۔ انسان اِس چند روزہ زندگی کے لئے کوشش کرتا ہے تو کیا اس لامحدود زندگی کے لئے کوشش کی ضرورت نہیں۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ایسا سودا کرے جس میں نفع ہو اور وہ مال جمع کرے جو واقعی اس کے کام آئے۔ اس تجارت کے لئے بعض شرائط ہیں مثلاً یہ کہ انسان ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس سے اپنا تعلق مضبوط رکھے۔ امر بالمعروف کرے اور حدودِ الٰہیہ کی حفاظت کرے۔

1916ء کے جلسہ میں آپؓ نے ذکرِ الٰہی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے نہایت اچھوتے انداز میں ذکرِ الٰہی کی ضرورت، اقسام اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ ذکر کی چار اقسام بیان فرمائیں: یعنی نماز، قرآن کریم، صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار اور تنہائی میں ان پر غور کرتے ہوئے لوگوں میں ان کا اظہار۔ ذکرِ الٰہی کو مقبول بنانے کے لئے اس کے خاص اوقات، نماز میں توجہ قائم رکھنے کے بائیس طریق اور مقامِ محمود تک پہنچانے والے ذکر یعنی نمازِ تہجد کے التزام کے ایک درجن سے زائد طریقے بتائے۔

9 اکتوبر 1917ء کو پٹیالہ میں آپؓ نے ربوبیتِ باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے کے موضوع پر خطاب میں ہستی باری تعالیٰ، اسلام، قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو صفتِ ربوبیت کے تعلق سے ثابت کیا۔ فرمایا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے نبی آئے جو روحانی ربوبیت کا سامان کرتے رہے اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ ربوبیت کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ جنہوں نے خدا سے ہم کلامی اور اصلاحِ خلق کا دعویٰ فرمایا۔ پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو روحانی ربوبیت رکھنے والے زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔

پھر 1919ء میں اسلام میں اختلافات کا آغاز کے موضوع پر اسلامیہ کالج لاہور میں ایک طویل لیکچر ارشاد فرمایا۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر سید عبدالقادر صاحب نے کی جنہوں نے لیکچر کے بعد تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؓ نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہو گا۔

1919ء کے جلسہ سالانہ پر آپؓ نے تقدیرِ الٰہی جیسے مشکل اور دقیق موضوع پر بڑا عارفانہ خطاب فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب کے متعلق فرمایا کہ اس موضوع پر ایک ایسے جلسہ عام میں خطاب فرمانا جہاں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، ذہین اور بلید ہر قسم کے لوگ جمع تھے، کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ یہ تقریر کیا تھی علمِ کلام کا شاہکار تھا۔

جنگِ عظیم اوّل کے بعد اتحادی ممالک نے سلطنتِ ترکی کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔ اس تناظر میں جون 1920ء میں الہٰ آباد کے مقام پر خلافت کمیٹی کے زیرِ اہتمام ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔

حضورؓ نے محض ایک دن کے اندر معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ کے عنوان سے مضمون قلم بند فرمایا جسے راتوں رات چھپوا کر بھجوایا گیا۔ اس مضمون میں حضورؓ نے نہایت مدلل انداز میں واضح فرمایا کہ ہجرت، جہادِ عام اور گورنمنٹ سے قطع تعلق کی تجاویز مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ آپؓ نے مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کے لئے بلا تاخیر عالم گیر لجنہ اسلامیہ یعنی مؤتمر عالمِ اسلامی کے قیام کی تجویز دی۔ اس دور میں کہ جب انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولتیں نہ تھیں آپؓ کا یہ غیر معمولی تجزیہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کی نشان دہی کرتا ہے۔

28 دسمبر 1920ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر ملائکۃ اللہ کے عنوان پر نہایت آسان اور بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے ملائکہ کی حقیقت وضرورت، اقسام، فرائض، خدمات اور ملائکہ کے وجود پر روشنی ڈالی۔ فرشتوں سے تعلق پیدا کرنے کے یہ آٹھ ذرائع بیان فرمائے:

1۔ جس انسان پر جبرئیل نازل ہو اس کے پاس بیٹھنا۔

2۔ درود پڑھنا۔

3۔ عفو و درگزر اختیار کرتے ہوئے بدظنی سے بچنا۔

4۔ تسبیح و تحمید۔

5۔ بغور تلاوتِ قرآن۔

6۔ جو کتابیں ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر ملائکہ نازل ہوتے ہوں ان کو پڑھنا۔

7۔ جس مقام پر ملائکہ کا نزول ہوا ہو وہاں جانا۔

8۔ خلیفہ کے ساتھ مضبوط تعلق۔

5 مارچ 1921ء کو حضورؓ نے لاہور میں کالج کے بعض طلباء کے سوالوں کے جواب میں ضرورتِ مذہب پر ایک لیکچر دیا۔ طلباء نے حضور سے یہ تین سوالات پوچھے تھے۔

1۔ مذہب کی ضرورت نہیں، ہاں ظاہری فوائد کے لئے اگر لوگ اسے اختیار کر لیں تو برا نہیں۔

2۔ دیگر مذاہب میں بھی پیش گوئیاں کرنے والے بعض لوگ موجود ہیں، پھر اسلام کی کیا خصوصیت رہی۔

3۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت کیسے ہوا جب کہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضورؓ نے ان سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ مذہب کی ضرورت کا سوال خدا تعالیٰ کی ہستی سے وابستہ ہے اور اس کی ہستی کا ثبوت اس کا اپنے بندوں سے کلام کرنا ہے۔ نیز اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیاں پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ انبیاء کی پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جن میں شوکت اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے جب کہ دوسرے لوگ اپنے عِلم کی بِنا پر پیش گوئیاں کرتے ہیں۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ارشاد فرمایا کہ آپؑ کے سلسلہ کو جو ترقی حاصل ہوئی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ پہلے سے موجود تھا۔ پس یہ کہنا غلط ہوگا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے سلسلہ کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں۔

پھر ہستی باری تعالیٰ پر 1921ء میں ایک لمبی تقریر فرمائی جو 190 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تقریر میں ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر آٹھ دلائل اور ان پر پیدا ہونے والے اعتراضات کے جواب ارشاد فرمائے۔

1921ء میں ہی شہزادہ ویلز کی ہندوستان آمد کے موقع پر ایک تصنیف تحفہ شہزادہ ویلز کے عنوان سے تحریر فرمائی۔ اس مختصر عالمانہ تصنیف میں حکومتِ وقت سے وفاداری کے اظہار کے ساتھ، حضرت مسیح موعو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختصر حالات، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض بیان فرمائی گئی ہے۔ شہزادہ ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہشتم بنے انہوں نے اس تحفہ کو بڑی قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھا اور اس کا مکمل طور پر مطالعہ کیا۔

اسی طرح 1924ء میں ویمبلے کانفرنس لندن کے لئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کا خلاصہ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ یہ لیکچر ایسا اچھوتا اور منفرد تھا کہ عیسائیت کے بڑے بڑے لیڈروں نے بھی اسے سراہا۔

پس یہ 18 سال سے 35 سال کی عمر کی چند جھلکیاں ہیں جن کا سوواں حصہ بھی اس وقت میں بیان نہیں ہو سکا۔ خطبات اور تفاسیر اس کے علاوہ ہیں جن میں علوم و معارف کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس خزانے کو جو کافی حد تک چھپ چکا ہے افرادِ جماعت کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

پاکستان کے حالات کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں کے لوگوں کو امن و چین اور سکون کی زندگی عطا فرمائے اور مخالفین کے حملوں اور مکروں کو اپنے فضل سے ملیا میٹ کر دے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 22 فروری 2021ء)

میں ہی مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق ہوں

”میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔ ...

چنانچہ آج میں اس جلسہ میں اسی واحد وقہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔“

(تقریر فرمودہ 12 مارچ 1944ء بمقام لاہور۔ انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 228-229)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

ایک غیر احمدی شاعرِ باکمال صہبا اختر صاحب نے یہ نظم پسرِ موعود کے متعلق کراچی میں سنائی تھی جسے الفضل میں شائع کیا گیا۔

ثریا جناب و فلک بارگاہ
تجلی نژاد و تجلی پناہ

مسیحائے موعود کے جانشیں
سراپا عقیدت، مجسم یقیں

ہمہ عاشقی و ہمہ آرزو
مثال صبائے چمن مشکبو

مبارک ہے تفسیر اس خواب کی
کہ جس میں تجلی تھی مہتاب کی

مبارک تھا وہ سبز رنگ اشتہار
کہ جس سے تھی آمد تری آشکار

کہ جس میں تھے روشن ترے خد و خال
یہ شوکت یہ عظمت یہ جاہ و جلال

یہ گیسو یہ خوش رنگ چہرہ کا روپ
چھنے جس طرح سنبلستاں سے دھوپ

یہ خود دار آنکھوں کے روشن کنول
یہ ہمت شجاعت، تجسس عمل

یہ حلم و صداقت یہ جود و سخا
یہ تاب و تحمل یہ صبر و رضا

یہ عدل و اخوت یہ منصف مزاج
مسیحا نفس بن کے سب کا علاج

گہے برگ و گل گاہے ماہ و نجوم
مسیحائے انفاس کا یہ ہجوم

غنی ہوگئے کتنے نادار لوگ
شفا پاگئے کتنے بیمار لوگ

نگاہِ پیمبر میں خورسند تو
اولوالعزم فرزندِ دلبند تو

جو مشہور و معروف ہے کو بہ کو
اسی پیشگوئی کا حاصل ہے تو

اسی پیشگوئی کا فیضان ہے
کہ تو صاحبِ جذب و عرفان ہے

کہ تو کاشفِ راز و اسرار ہے
بیک رنگِ کردار و گفتار ہے

مبارک جہاں کو قیادت تری
مبارک دلوں پہ حکومت تری

اُفق تا اُفق شان و عظمت تری
زمیں کے کناروں پہ شہرت تری

کمال و محمد علی۔ مستری
کئی اور اس طرح کے سازشی

کئی دشمنانِ تب و تاب دیں
چھپائے ہوئے دل میں صد بغض و کیں

کئی خانۂ چشم و دل کے مکیں
کئی مار پوشیدہ در آستیں

بڑھے تیری عظمت کو للکارنے
بڑھے دوست بن کر تجھے مارنے

تجھے دشمن دیں نے زخمی کیا
زمیں نے ترا خون بھی چکھ لیا

بلائیں ترے حوصلوں نے سہیں
اٹھیں آندھیاں خاک ہو کر رہیں

ترے ساتھ مرضیٔ مولا رہی
طویل عمری فضلِ عمرؓ سے ملی

یہ تیری ہی صحبت کا فیضان ہے
یہ تیرا ہی ملت پہ احسان ہے

کہ تیرے رفیق اور ترے جانشیں
جنہیں مال و دولت کا لالچ نہیں

جنہیں خدمتِ دیں کے انعام میں
الجھنا پڑا ظلم کے دام میں

جنہیں جیل کی ظلمتیں بھی ملیں
جنہیں کفر کی وحشتیں بھی ملیں

جنہیں نذرِ زنداں بھی ہونا پڑا
جنہیں جاں سی شے کو بھی کھونا پڑا

بصارت چھنی اور زباں بھی سِلی
سزا سنگساری کی جن کو ملی

رہے جن کے قلب و جگر پاش پاش
کفن کو ترستی رہی جن کی لاش

شہیدوں کا خوں رنگ لا کر رہا
ہر اک دل میں شوقِ شہادت اٹھا

جلی شمعِ حق انجمن انجمن
مہک پھیلی دیں کی چمن در چمن

محبت کے شعلے بھڑکتے رہے
تشدد اندھیروں کے گھٹتے رہے

محبت کے پروانے کس شان سے
محمدؐ کے دیوانے کس شان سے

ز امریکہ و مصر تا خاکِ چیں
لئے پھر رہے ہیں محمدؐ کا دیں

قدم رکھ دیئے خانۂ طیر میں
تراشے حرم ایک اک دیر میں

جہاں آج تک تھا ہجومِ بتاں
وہاں اٹھ رہی ہے صدائے اذاں

کبھی مالکانہ کے ویرانوں میں
کبھی مصر کے آئینہ خانوں میں

کبھی روس کے قلبِ فولاد میں
کبھی افریقۂ غیر آباد میں

کئے نقش تحریرِ اسلام کے
تصدّق محمدؐ کے پیغام کے

جہاں اجتماعِ مذاہب ہوا
وہاں تو نے پیغام حق کا دیا

اسی شوق میں پیروِ انبیاء
سفر تو نے برطانیہ کا کیا

در و بام گونج اٹھے تقریر سے
محبت کی پاکیزہ تحریر سے

وہ بیت الدعا کی دعائیں لئے
مسیحِ دگر کی صدائیں لئے

جہاں مختلف دیں کی تصویر تھی
وہاں تو نے مسجد بھی تعمیر کی

یہ تیری مساعی کا انعام ہے
جہاں واقفِ دینِ اسلام ہے

نہ میں احمدی ہوں نہ غیر احمدی
کہ ایماں ہے میرا بشر دوستی

میں اک شاعرِ بے نوا ہوں جسے
زمانہ غلامِ محبت کہے

مسیحائے موعود کے فیض سے
عجب کیا جو میرا بھی دل یہ کہے

”بعشقِ محمدؐ مخمّر ہوں میں
جو یہ کفر ہے سخت کافر ہوں میں“

تکلّف سے خاموش ہرگز نہیں
میں احساں فراموش ہرگز نہیں

مجھے اعترافِ حقیقت میں ڈر؟
خدا کی قسم میں نہیں کم نظر

اندھیروں سے جب تھے مرے دن ملے
مجھے اس جماعت میں محسن ملے

وہ محسن جنہیں عین انساں کہیں
محبت کا بے تاب طوفاں کہیں

کسی بھی عوض کے جو خواہاں نہیں
جنہیں یاد خود اپنے احساں نہیں

غریبانِ دیں کا مقدر ہے تو
خوشا اس جماعت کا رہبر ہے تو

نذرگزار
صہبااختر

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 22 مارچ 1957ء، صفحہ 3-4)

عالم اسلام اور خلافتِ احمدیہ

مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

آج مجھے اس مجلس میں عالم اسلام اور خلافتِ احمدیہ کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عالم اسلام کو خلافتِ راشدہ کی صورت میں وہ عظیم نعمت عطا کی گئی جس نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور مسلمانوں نے نہ صرف روحانی بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی ترقیات کے ایسے نئے سنگِ میل عبور کیے جن کی اس سے پہلے تاریخِ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ یہ عالم اسلام کا پہلا دور تھا۔

عالم اسلام کے اس آخری دور اور آخری زمانے کے لیے بھی

آنحضرت ﷺ نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت رہے گی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر ایذا رساں بادشاہت اس کی جگہ لے لی گی اور پھر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔کتاب الرقاق، باب التحذیر من الفتن۔الفصل الثالث)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی اور مسیح موعود اور ان کے بعد قائم ہونے والی خلافت کا ذکر فرمایا ہے جس کا اصل مقصد ایمان کو دلوں میں دوبارہ قائم کرنا اور اسلام کو عالمگیر غلبہ عطا کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف خود اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اس تخم ریزی کا آغاز فرمایا بلکہ اپنے بعد ان پاک وجودوں کا بھی ذکر فرما دیا جنہوں نے قیامت تک اس مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہنا تھا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت اور عظمت کو ازسرنو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن، جلد20، صفحہ306)

پھر اپنے بعد آنے والے ان پاک وجودوں کے مشن کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘ (رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن، جلد20، صفحہ306۔307)

27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ اس قدرت ثانیہ کے بابرکت دائمی دور میں داخل ہوگئی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 113 سال کی تاریخ گواہ ہے کہ خلافت احمدیہ ان تمام برکتوں اور رحمتوں کا مرکز بنتے ہوئے نہ صرف عالم احمدیت بلکہ تمام عالم اسلام اور تمام دنیا کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

آج دنیا کے 213 سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ خلافت احمدیہ کی ان برکات کی زندہ گواہ ہے۔ جہاں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا کام جاری و ساری ہے وہاں زمین کے کناروں تک ہر شہر اور ہر بستی میں احمدیہ مساجد کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور نئی تعمیر کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ اور پھر جماعت میں ایسا بھرپور مالی نظام اور سسٹم جاری ہے جس کی دنیا کے تمام مالی نظاموں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

پھر خلافتِ احمدیہ کی سرپرستی میں آج ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں بڑے وسیع پیمانے پر کتب اور لٹریچر کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ لکھوکھہا کی تعداد میں یہ لٹریچر ہر سال شائع ہو رہا ہے اور اسی طرح الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ لکھوکھہا لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور خطابات آج عالم اسلام میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر رہے ہیں۔ یہ خطبات ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں سنے جاتے ہیں۔ ایم ٹی اے کے مختلف چینلز پر مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ ایم ٹی اے افریقہ پر افریقہ کی مختلف زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔ افریقہ کے جماعتی اور دوسرے ریڈیو سٹیشنز پر بہت سی زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک نے اپنی اپنی ویب سائٹ بنائی ہوئی ہیں۔ ان پر ان ممالک کی زبانوں میں اپ لوڈ (upload) کیے جاتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی آواز ساری دنیا تک پہنچانے کے لیے آج ایک ایسا نظام جاری ہے جس کی تاریخ عالم میں اور عالم اسلام میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ان خطبات سے جہاں افراد جماعت کی زندگیاں سنورتی ہیں اور ایمانوں کو جلا ملتی ہے اور ایک روحانی مائدہ کا سامان مہیا کرتے ہیں وہاں غیر بھی ان خطبات سے فیض پاتے ہیں اور جہاں ان کے احمدیت میں داخل ہونے کا موجب بنتے ہیں وہاں ان کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوتا ہے۔

☆ گنی بساؤ سے مبلغ انچارج صاحب بتاتے ہیں:

ایک دوست عثمان باندے صاحب احمدیت کے مخالف تھے۔ ان کے بعض رشتے داروں نے احمدیت قبول کی تو یہ بعض مولویوں کو اکٹھا کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ بے شک جماعت کی مخالفت کریں لیکن ایک دن آ کر ہمارا پیغام تو سن لیں پھر جو چاہے مرضی کریں۔ چنانچہ یہ جمعہ کے دن آئے اور اس وقت حضور انور کا خطبہ جمعہ براہ راست ایم ٹی اے پر آ رہا تھا۔ ان کو کہا کہ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر خطبہ ضرور سنیں۔ کہنے لگے میں صرف تھوڑی دیر کے لیے خطبہ سنوں گا لیکن جب سننا شروع کیا تو وقت بھول گئے اور بڑے غور سے سارا خطبہ سنا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہو سکتی۔ آپ کے خلیفہ تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی سیرت پیش کر رہے ہیں۔ کوئی کافر جماعت یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کر لی اور اب وہ اپنے علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

☆ امیر صاحب کانگو کنشاسا بیان کرتے ہیں:

کہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا آڈیو خطبہ سنوایا گیا۔اس خطبہ کو سن کر پانچ خاندان احمدیت میں داخل ہوئے۔ کہنے لگے کہ سنی اماموں نے بہت زوروشور سے بتایا تھا کہ احمدی کافر ہیں لیکن خلیفۃ المسیح کا آج کا خطبہ سن کر ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ احمدی حق پر ہیں۔آج ہم اللہ سے اپنے سابق عمل پر معافی مانگتے ہیں۔

کونگو کنشاسا کے صوبہ کسائی کے شہر ایلیبو کا واقعہ ہے۔ یہاں پر بعض غیر احمدیوں نے آپس میں مل کر منظم طور پر جماعت کی مخالفت کا آغاز کیا۔ایک دن ان میں سے ایک مخالف نے مشن ہاؤس سے رابطہ کیا کہ وہ اپنی ساری فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ ایک دن میری بیوی چینل تلاش کر رہی تھی تو آپ کا چینل ایم ٹی اے لگ گیا۔اس وقت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ آ رہا تھا۔میں نے وہ سارا خطبہ سنا تو مجھے یقین ہوگیا کہ آج خلیفۃ المسیح کی آواز جو میرے کانوں میں پڑی ہے یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور خلیفہ کو سننے کے بعد جماعت کی سچائی میں مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا۔تو میں نے فیملی کے ساتھ بیعت کر لی۔

بے شک حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور خطابات ایک انقلاب برپا کر رہے ہیں۔

سیرالیون سے مشنری محمد ایف سیسے صاحب نے بتایا کہ ہم نے اپنے ریجن میں 80 غیر احمدی احباب کو حضور انور کا خطبہ سنانے کا انتظام کیا۔ان میں سے ساٹھ افراد نے خطبہ سننے کے بعد بیعت کر لی اور احمدیت میں داخل ہوگئے۔

جو لوگ دوسرے مختلف مذاہب سے خلافتِ احمدیہ کی آغوش میں آ رہے ہیں ان میں احمدیت قبول کرنے کے بعد حضور انور کے روح پرور کلمات سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ان کو ایک سچا اور حقیقی باعمل مسلمان بنا رہی ہے۔ان کے اندر کی برائیاں اور برسوں پرانی لغویات دم توڑ رہی ہیں اور ان کے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ایسا انقلاب جو صرف سچوں کو ہی نصیب ہوا کرتا ہے۔

☆ ملک سنٹرل افریقہ کے ایک نومبائع مابو کا عمر صاحب نے ایک تبلیغی مجلس میں زیرِ تبلیغ لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا:

آج میں اپنے آپ کو احمدیت کی سچائی کے لیے گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔میں جب سے احمدی ہوا ہوں میرے اندر بہت تبدیلی آئی ہے۔ پہلے میں جنوں بھوتوں، جادو ٹونے کا قائل تھا اور اب میں ان تمام فضولیات سے باہر نکل چکا ہوں۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے مامور ہیں۔ اگر میں آپ لوگوں کے سامنے جھوٹ بولوں تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ میں ڈالے۔

☆ کانگو سے ایک دوست اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں:

میں کیتھولک عیسائی تھا اور مجھے چرچ میں عبادت کرنے سے سکون نہیں ملتا تھا۔جب سے میں بیعت کرکے اسلام احمدیت میں داخل ہوا ہوں، میری زندگی مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہے۔ پہلے میں بہت جھگڑالو تھا اور کثرت سے شراب نوشی کیا کرتا تھا۔اور سال میں ایک آدھ مرتبہ ہی عبادت کرتا تھا لیکن اب میں اللہ کے فضل سے دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہوں۔

☆ فرنچ گیانا میں ایک عیسائی خاتون Linda Dilaire صاحبہ نے جب بیعت کی تو اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا کہ میں متعدد چرچوں میں گئی ہوں، لیکن مجھے کہیں بھی دلی سکون نہیں ملا۔ مجھے ایک زندہ خدا کی تلاش تھی اور اب احمدیت قبول کرنے کے بعد مجھے میرا خدا مل گیا ہے۔ مجھے ایک راحت اور سکون اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔میری زندگی میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔میں نماز اور قرآن کی تلاوت سے ایک لذت پاتی ہوں۔میرا دل اللہ کی محبت سے لبریز ہوگیا ہے۔

یہ ہے وہ پاک تبدیلی جو آج خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ پیدا ہو رہی ہے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے والے جنم لے رہیں۔

اپنے تو اپنے اب تو غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ احمدیت لوگوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر رہی ہے۔

☆ شیانگا ریجن تنزانیہ کے ریجنل کمشنر نے کہا:

مجھے پتہ ہے کہ شیانگا کے لوگ زیادہ تر بے دین ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ احمدیت کے پیغام سے متاثر ہو رہے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں ایک نیک روحانی تبدیلی آ رہی ہے۔اس لیے آپ لوگ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ شیانگا کے تمام لوگوں تک آپ کا پیغام پہنچ جائے۔ کیونکہ جو دین آپ سکھا رہے ہیں اس سے لوگ مہذب بن رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جرائم کی شرح میں کمی آ رہی ہے۔

یہی وہ مقصد تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے کہ لوگ توحید کی طرف کھینچے جائیں اور بندوں کو دینِ واحد پر جمع کیا جائے۔

پس یہ ہے وہ انقلاب جو مخلوق خدا کو دنیاوی آلائشوں سے پاک کرکے اپنے رب سے ملا رہا ہے۔

☆ بینن میں ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر جماعت ماکارا (Makara) کے صدر جماعت نے کہا:

احمدیت ہی اصل اسلام ہے۔ہم لوگ تو جاہل تھے۔نماز تک نہ جانتے تھے۔احمدیوں نے ہمیں اسلام سکھایا، ہمیں مساجد دیں، ہمارے بچوں کو دین سکھایا۔اگر کوئی پوچھے کہ احمدیت نے ہمیں کیا دیا ہے تو میں کہوں گا کہ خدا دیا ہے۔اور مرتے دم تک ہم اس پر قائم رہیں گے۔

پس آج خلافتِ احمدیہ کی برکت سے ان محروموں کو خدا تعالیٰ مل رہا ہے اور نئی زندگی عطا ہو رہی ہے۔

آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز عالمی تشخص حاصل ہے۔آج عالم اسلام میں اس روئے زمین پر یہ واحد جماعت ہے جس میں آسمانی خلافت کا نظام جاری ہے۔آج عالم اسلام میں چاروں طرف نظر دوڑائیں تو سوائے ایک وجود کے اور کوئی ایسا وجود نہیں ملتا جو عالم اسلام کے لیے اور بنی نوع انسان کے لیے راتوں کو اٹھ کر اپنے رب کے حضور تڑپتا ہو، آہ و بکا کرتا ہو اور ہر ایک کے لیے خیر اور بھلائی مانگتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔''

پھر حضور انور فرماتے ہیں:

''دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ میں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر میں فرض ادا کرنے والا بنوں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء)

☆ کیوبا جماعت کے ایک نومبائع علی عقبانی صاحب جو کہ اب وہاں صدر جماعت بھی ہیں بیان کرتے ہیں:

کہ امسال فروری 2021ء میں ایک دن مشن ہاؤس جاتے ہوئے میری موٹر سائیکل کو ایک بہت ہی خوفناک حادثہ پیش آیا۔اس

وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر فریم کروا کر مشن ہاؤس میں لگانے کے لیے جا رہا تھا کہ موٹر سائیکل پھسل گئی اور میں ایک بہت ہی مصروف سڑک کے درمیان جا گرا۔ موت میرے سامنے تھی۔

میں اپنے بائیں پاؤں پر گرا جس سے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک تیز رفتار گاڑی میرے ہاتھ سے ٹکرا کر رکی جسے میں نے اپنے تحفظ کے لیے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ وہ گاڑی مجھے کچل سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے بچا لیا۔

ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد کہا کہ ملک میں طبی بحران کی وجہ سے ادویات میسر نہیں ہیں، اس لیے آپریشن نہیں ہوسکتا۔

دوسری طرف میری پنڈلی اور ٹخنے کی حالت بگڑتی جا رہی تھی اور ڈاکٹرز نے بغیر آپریشن کے ہی خالی پلستر لگا دیا تھا۔ اس وقت مایوسی کی حالت میں، میں نے اپنے بہت ہی پیارے خلیفہ کو اپنی صحت کے لیے بھرپور یقین کے ساتھ خط لکھا، اور یہی میری آخری امید تھی۔ خط لکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اسی رات حضرت امیر المومنین نے میرے لیے دعا کی ہے اور اگلے دن معائنہ کے لیے آنے والے ڈاکٹر نے خوش ہو کر مجھے بتایا کہ ہڈی خود بخود اپنی جگہ پر آ چکی ہے۔ یہ ہمارے لیے کسی معجزے سے کم نہ تھا کہ کس طرح حضور کی دعا کے طفیل ہڈی بغیر آپریشن اور بغیر ادویات کے جڑ گئی تھی۔

یہ نومبائع دوست کہتے ہیں کہ بلاشبہ خلیفہ وقت کا بابرکت وجود بہت بڑی نعمت ہے جو راتوں کو جاگتا ہے تاکہ جماعت کے لیے اور غلبہ اسلام کے لیے دعائیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت عطا فرما کر مسلمانوں پر یقیناً بہت عظیم احسان فرمایا ہے۔

☆ پھر مالی کی ایک مقامی جماعت ڈوگا بوگو کے صدر صاحب نے بتایا:

کہ انہوں نے ایک دفعہ جماعتی میٹنگ کے سلسلہ میں قریبی شہر سیگو آنا تھا اور مقامی جماعت کے لوگوں نے انہیں حضور انور کی خدمت میں بھجوانے کے لیے دعائیہ خطوط دیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ خطوط دے دیئے اور واپس آ گیا۔ چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ خطوط جو تم نے مجھے بھجوائے تھے، میں نے ان کے لیے دعا کی تھی اور ایک وہ خط جو رہ گیا تھا اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ جب میں اٹھا تو مجھے خواب کی سمجھ نہیں آئی اور میں اپنے روزمرہ کاموں میں مشغول ہو گیا۔ چند دن بعد جب میں اپنے کمرے سے کاغذات کی صفائی کر رہا تھا تو مجھے ایک لفافہ ملا جس میں ایک خط تھا جو کہ کسی ممبر نے حضور کو دعا کی غرض سے بھجوانے کے لیے دیا تھا لیکن وہ غلطی سے رہ گیا تھا۔

صدر صاحب کہتے ہیں کہ تب انہیں وہ خواب یاد آئی کہ یہی وہ خط تھا جس کے بارہ میں خواب میں حضور انور نے اشارہ فرمایا تھا کہ میں نے اس کے لیے بھی دعا کی تھی۔

ایسے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں کہ ابھی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے کسی بیماری، مصیبت، دکھ، تکلیف یا پریشانی سے نجات کے لیے خط لکھا ہی ہوتا ہے اور ابھی پوسٹ بھی نہیں کیا جاتا تو خلیفہ وقت کی دعا خط لکھنے والے کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:

''جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ وہ دنیا میں خدا اور رسولِ کریم ﷺ کا نمائندہ ہے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان۔ 27 اگست 1937ء، صفحہ 8)

پس خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک بڑا عظیم الشان انقلابی کام جو اس دورِ مبارک میں ہوا وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضور انور نے دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے بڑی جرأت اور شجاعت کے ساتھ اسلام کی امن و صلح و آشتی کی تعلیم، اسلام کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچایا۔

کیپٹل ہل امریکہ میں حضور انور نے خطاب فرمایا، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، ملٹری ہیڈ کوارٹرز جرمنی میں، پھر سنگاپور، آسٹریلیا، جاپان اور کینیڈا میں ایسی تقریبات منعقد ہوئیں۔ فرانس میں اقوامِ متحدہ کے ادارے UNESCO میں، برلن جرمنی میں تقریبات منعقد ہوئیں جہاں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ، دیگر اعلیٰ حکام اور اسکالرز شامل ہوئے۔

ان تمام تقریبات میں حضور انور نے اسلام کا امن کا پیغام دنیا کے ان لیڈروں، سربراہوں اور حکومتوں کو دیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام کے اس امن کے پیغام کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق، عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔

حضور انور نے اس مادی دنیا کے ایک بہت بڑے اور طاقتور ایوان کیپیٹل ہل میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم کبھی بھی دوسروں کی دولت کی طرف حسد اور لالچ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات کو ایک طرف رکھ کر غریب اور کم ترقی یافتہ اقوام کی درحقیقت بے غرضانہ مدد اور خدمت کریں۔ اگر ان تمام اصولوں کی پابندی کی جائے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا۔'' (عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 77-78)

ہر جگہ، ہر موقع پر ان سرکردہ افراد نے اس بات کا کھل کر برملا اظہار کیا ہے کہ اگر آج کوئی وجود دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے قریہ قریہ، ملک ملک، امن کے لیے کوشاں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ہیں۔

☆ انڈیا میں بک فیئر کے موقع پر ایک غیر از جماعت دوست جماعتی سٹال پر آئے اور کہنے لگے:

بے شک دوسرے مسلمان آپ لوگوں کو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں مگر امام جماعت احمدیہ نے دنیا کے بڑے بڑے راہنماؤں کے سامنے جس طرح اسلام کو پیش کیا ہے اس طرح آج تک کسی مسلمان بادشاہ یا عالم دین کو بھی توفیق نہیں ملی۔ خدا تعالیٰ ضرور آپ لوگوں کی مدد کرے گا۔

حضور انور نے 22 اکتوبر 2019ء کو برلن میں ایک تاریخی خطاب فرمایا جس میں بڑی تعداد میں ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر اعلیٰ حکام شامل ہوئے۔ اس موقع پر جرمنی کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر بیٹینا مولر (Bettina Muller) نے کہا کہ امام جماعت احمدیہ کے خطاب سے بھی امن کی خوشبو آتی ہے اور آپ کے وجود میں بھی امن، سلامتی اور سچائی کی تاثیر تھی جو دوران پروگرام سارے ماحول میں مجھے محسوس ہوتی رہی۔

پھر یونائیٹڈ نیشن کے ادارہ UNESCO میں حضور انور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ وہاں مالی سے UNESCO کے سفیر عمر کائتا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امام جماعت احمدیہ وسیع النظر شخصیت ہیں اور امن کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی امتِ مسلمہ کو ضرورت ہے۔ عالمی انصاف، ہم آہنگی کا جو تصور امام جماعت احمدیہ پیش کرتے ہیں دنیا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ اور آج امت مسلمہ کو ایسے ہی لیڈر کی ضرورت ہے۔ آج میں ایک ایسے انسان کے قریب تھا جو امن و انصاف کا سپوت ہے۔

پھر خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے

عاشق صادق حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ نے اسلام کے حسین چہرہ پر جو دہشت گردی، انتہا پسندی اور شدت پسند مذہب ہونے کا داغ ہے اس کو دھویا ہے۔ اسلام کا خوبصورت چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے۔ مختلف تقریبات کے سپاس نامے ہوں، خواہ پریس کانفرنسز ہوں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے انٹرویوز ہوں، سرکردہ افراد سے ملاقاتیں ہوں۔ ہر جگہ حضور انور نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا ہے۔ اور غیروں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج ہمیں علم ہوا ہے کہ اسلام کتنا پرامن خوبصورت مذہب ہے۔

☆ جاپان کے ایک پروگرام میں ایک مشہور وکیل نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک معاملے پر جمع ہوسکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہاتھ ہی ہوسکتا ہے۔

☆ نیوزی لینڈ کی ایک تقریب میں شامل ہونے والے ایک بہائی دوست نے کہا آج تک میرا اسلام کے متعلق انتہائی برا تاثر تھا۔ میں جو کچھ میڈیا پر دیکھتا تھا اس پر یقین کر لیتا تھا۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب میری رائے مکمل طور پر تبدیل ہوگئی ہے۔

2009ء میں جب یورپ میں یہ تحریک چلی کہ مسلمانوں کی مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگائی جائے تو اس وقت خلافت احمدیہ ہی اس تحریک کی راہ میں عالم اسلام کے لیے ڈھال بن گئی اور جماعت کے اعلیٰ کردار اور نمونہ کی بنیاد پر یہ منصوبہ ناکام ہوگیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 18 دسمبر 2009 میں فرمایا:

''اسلام کی یہ روشنی پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ چنانچہ صرف سوئٹزرلینڈ میں ہی نہیں، سپین کے ایک بہت بڑے سیٹلائٹ چینل نے یہ خبر دی اور خبر کے ساتھ پیڈرو آباد میں جو ہماری مسجد بشارت ہے، اس کی تصویر دی اور مقامی لوگوں کے انٹرویو دیئے اور سب نے یہ کہا کہ اس قسم کے قوانین غلط ہیں اور یہ بتایا کہ ہمارے علاقہ میں مسلمانوں کی یہ مسجد ہے یہاں سے تو امن و محبت کا پیغام پھیلانے والی آواز اٹھتی ہے۔ بلکہ ایک شخص نے تو یہاں تک کہا کہ تم ان لوگوں سے Terrorism کی بات کرتے ہو، یا کسی قسم کی نفرت کی بات کرتے ہو، میں تو کہتا ہوں کہ اصل امن پسند یہ لوگ ہیں اور ہمیں بھی ان جیسا ہونا چاہئے۔ یہ ایک انقلاب ہے جو دنیا میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے آپ سے تربیت پا کر پیدا فرمایا ہے کہ وہ ملک جہاں چند دہائیاں پہلے مسلمان سے سلام کرنا بھی شاید ایک دوسرے کو خوفزدہ کر دیتا تھا۔ آج ٹی وی پر کھل کر وہاں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر سپینش لوگ امن چاہتے ہیں تو ان مسلمانوں جیسے بنیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور وہ یہ لوگ ہیں جو امن اور محبت کا سمبل (Symbol) ہیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 دسمبر 2009ء)

آج عالم اسلام خلافت کے قیام کے لیے بے چین نظر آتا ہے۔ عام مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام دانشور اور صاحب علم وقلم بھی اس کے لیے اپنی تمنا کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

☆ (روزنامہ نوائے وقت پاکستان) کے ایک کالم نگار لکھتے ہیں:

اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی جاسکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں۔ اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک روز نماز قیادت ادا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈرشپ عطا فرمائے۔

☆ پھر مدیر رسالہ تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتے ہیں:

اگر زندگی کے آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔

عالم اسلام کی یہ بے قرار تمنا مختلف شکلیں دھارتی رہتی ہے اور متعدد ادوار میں خلافت کے قیام کی کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن ہر مرتبہ خدا تعالیٰ نے ان کے ارادوں اور منصوبوں کو خلافت احمدیہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اس کے مقابل پاش پاش کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

''اب خلافت صرف اور صرف خاتم الخلفاء، مسیح موعود و مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت ہی کی شکل میں ممکن ہے۔ ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ اگر مسلم دنیا کے تمام ممالک کے سربراہان، اور امتِ مسلمہ کے تمام افراد متفقہ طور پر کسی ایک شخص کو بطور خلیفہ تسلیم کرلیں اور اس کی بیعت میں شامل ہوجائیں، تو جماعت احمدیہ بھی اس خلیفہ کو تسلیم کرنے اور امت کے باقی مسالک کے ساتھ اس کی بیعت کرنے پر ضرور غور کرے گی! لیکن تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ نہیں کرسکو گے۔ ایسا تم کر ہی نہیں سکتے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ یکم جنوری 2021ء، صفحہ 3)

پس آج خلافت کے جھنڈے تلے جماعت احمدیہ دن بدن ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے اور ہر آنے والا دن فتوحات کی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔

5 جون 2021ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کبابیر جماعت کی ایک آن لائن، ورچوئل ملاقات میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جو ترقی ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے، ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جماعت کا تعارف ہوگیا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہوگیا ہے۔ تو ہمیں امید ہے کہ جلد ان شاء اللہ آئندہ بیس، پچیس سال جماعت کی ترقی کے بہت اہم سال ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اکثریت انشاء اللہ مسیح موعودعلیہ السلام کے جھنڈے تلے آجائے گی یا کم از کم مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہوگی کہ جو یہ تسلیم کرنے والی ہوگی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔''

حضور نے فرمایا:

''انشاء اللہ ایک دن آئے گا جب امت مسلمہ مسیح موعودعلیہ السلام کے جھنڈے تلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگی۔''

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد پر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔'' (ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 23 مئی 2003ء، صفحہ 1)

پس آج ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہر روز اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم قیادت میں اسلام کی ترقی اور فتوحات کے نظارت دیکھ رہے ہیں اور روز دیکھتے ہیں۔

پس اٹھیں اور اپنی ہر مادی و روحانی ترقی کے لیے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں۔ اسی میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11 ستمبر 2021ء)

''وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکمرانانِ وقت کے نام تبلیغی مکتوبات

مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ، جامعہ احمدیہ کینیڈا

خدائے سمیع الدّعا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جب زکی غلام، مصلح موعود، فضلِ عمر بیٹے کی بشارت دی تو اسی پیشگوئی میں اس کی بہت سی علامات بھی بیان فرما دیں۔ پھر اس الہام کے علاوہ دیگر الہامات میں بھی اس کی مزید صفات بیان کیں۔ چنانچہ صاحبزادہ بشیر اوّل کی وفات پر جب حضور علیہ السلام نے سبز اشتہار شائع فرمایا تو اس میں خدا تعالیٰ کی انزالِ رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے دو بڑے عظیم الشان طریقے بیان فرمائے اور دوسرا طریق رحمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(۲) دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ ...

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اوّل کی موت سے پہلے 10 جولائی 1888ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشاء۔

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن، جلد 2 صفحہ 461-463 حاشیہ)

اس اشتہار میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے ہی تخم اور اپنی ہی ذرّیت سے آنے والے اس موعود بیٹے کی مزید صفات و علامات بتلائیں کہ وہ بیٹا مشیتِ ایزدی سے آئمہ و اولیاء و خلفاء میں سے ہوگا، جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ پس ایک تو یہ واضح صفات ہیں جو الہامات اور پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان کر دی ہیں۔ لیکن الہام کے حصہ ''وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا'' میں یہ بھی بتا دیا کہ اس عظیم الشان اور اولوالعزم بیٹے کی صفات اتنے ہی نہ سمجھو جو ہم نے الہام میں بیان کر دیں بلکہ جو صفات اس مسیح موعود و امام مہدی (علیہ السلام) میں ہیں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے مطابق وہ بیٹا بھی اپنے عظیم الشان باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو حیرت انگیز اور عظیم الشان کام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں سرانجام دیئے، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے انہی راہوں پر عمل کرتے ہوئے ان کو آگے بڑھایا۔ ان میں سے کئی کام جوئے شیر یں لانے کے مترادف تھے۔ لیکن جرأت اور اولوالعزمی کے سامنے وہ کٹھن راستے بھی دم توڑ گئے، ایسے ہی نمایاں اور قابلِ تحسین کاموں میں سے ایک کام والیانِ ریاست اور حکمرانوں کو تبلیغی خطوط لکھنا تھا۔

حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے وقت کی ذی مقتدرت ہستیوں قیصرِ روم، کسریٰ شاہِ فارس، شاہِ مصر اور شاہِ حبشہ کو تبلیغی خطوط لکھے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سنت نبویؐ کی پیروی میں اپنے وقت کی برسر اقتدار ہستیوں تک پیغام حق پہنچایا اور نواب آف بھوپال، امیر افغانستان اور ملکہ برطانیہ کو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین آسمانی بادشاہت کے نمائندہ ہوتے ہیں اور انہیں دنیاوی بادشاہتوں سے کچھ بھی سروکار نہیں ہوتا، وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اس عارضی دنیا کے ملوک و رؤساء اس فانی دنیا کی عزت و افتخار کی بجائے اس حقیقی ملِک و مالِک کی قربت میں جگہ پائیں اسی لیے وہ ان دنیاوی بادشاہوں کو پیغام حق پہنچا کر فرائض منصبی سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں، ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں، ہمارے لئے آسمانی بادشاہت ہی ہے ہاں نیک نیتی سے، سچی خیر خواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔''

(تحفہ قیصریہ۔ روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 265)

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

سب سے پہلے آپؑ نے 1892ء میں احتشام الملک ناصر الدولہ جناب نواب احمد علی خان صاحب (1854-1902) کے نام خط لکھا، جو ریاست بھوپال کی والیہ نواب سلطان شاہجہاں بیگم صاحبہ (1838-1901) کے داماد تھے جن کی شادی فروری 1874ء میں نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ آپ بھوپال کے آخری والی جناب نواب سر محمد حمید اللہ خان صاحب کے والد تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

''سو آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر اس صدی چار دہم کی اصلاح اور دین کی تجدید اور اس زمانہ کے ایمان کو قوی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور بہت سے آسمانی نشان مجھ کو دیئے گئے ہیں جو منجملہ ان کے تین ہزار کے قریب اب تک ظاہر ہو چکے ہیں اور مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ اس کی طرف سے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے نمونہ پر رحمت کے نمونے دکھلانے کے لیے آیا ہوں جو شخص دل اور جان سے میرا ساتھ کرے گا اس کا ایمان قوی کیا جائے گا اور گناہوں کی زنجیروں سے مخلصی پائے گا اور دنیا کی مشکلات اس پر آسان کی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس پر ہوگا۔

سو یہ میری طرف سے تبلیغ ہے اور محض پیغام ہے جو میں نے آپ کو پہنچا دیا ہے اور بطور نمونہ ایک کتاب رسالہ آسمانی فیصلہ بھی اس کے ہمراہ بھیجتا ہوں اور اثر نصیحت خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(اخبار الحکم قادیان۔ 14 دسمبر 1919ء، صفحہ 3)

1895ء میں آپؑ نے اس وقت کے امیر افغانستان عبدالرحمان خان (وفات: اکتوبر 1901ء) کو تبلیغی خط تحریر فرمایا، یہ مکتوب فارسی زبان میں تھا، اصل مکتوب تو دستیاب نہیں ہو سکا لیکن

اس کا اردو ترجمہ جو سرکاری ریکارڈ کے لیے رکھا گیا تھا، وہ محفوظ ہوگیا ہے۔ اس مکتوب میں حضور علیہ السلام نے امیر افغانستان کو فرمایا:

''اور اللہ کی قسم! میں اللہ کی طرف سے مامور ہوں۔ وہ میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے اور اسی نے مجھے اس صدی کے سر پر دین کے تازہ کرنے کے لئے اٹھایا ہے۔ ... اس نے اپنے ایک بندہ کو اپنے وقت پر بطور مجدد پیدا کیا ہے، کیا تم خدا کے کام سے تعجب کرتے ہو اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور نصاریٰ نے حیاتِ مسیح کے سبب فتنہ برپا کیا اور کفر صریح میں گر گئے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کی بنیاد کو گرا دے اور ان کے دلائل کو جھوٹا کرے اور ان پر ظاہر کر دے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ پس جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کے فضل کی طرف رغبت کرتا ہے پس اسے لازم ہے کہ میری تصدیق کرے اور بیعت کرنے والوں میں داخل ہو۔ اور جس نے اپنے نفس کو میرے نفس سے ملایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے رکھا، اس کو خدا دنیا میں اور آخرت میں بلند کرے گا اور اس کو دونوں جہان میں نجات پانے والا بنائے گا۔''

(سیرت المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 587-579 روایت نمبر 617)

تیسرا مکتوب حضرت اقدس علیہ السلام نے 1897ء میں ملکہ برطانیہ Alexandrina Victoria (1819-1901) کے نام تحریر فرمایا جو تحفۂ قیصریہ کے نام سے معروف ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی:

''اے قادر توانا! ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دعا کے لیے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ پر اس کا خاتمہ کر۔ اے عجیب قدرتوں والے! اے عمیق تصرفوں والے! ایسا ہی کر۔''

(تحفہ قیصریہ۔ روحانی خزائن، جلد 12 صفحہ 290)

پس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مسلمانانِ ہندوستان میں سے یہ سعادت و جرأت صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوئی کہ اس وقت کی سب سے بڑی سلطنت کے سربراہ کو پیغام اسلام پہنچایا۔ آپؑ کی وفات کے بعد جب بشاراتِ الٰہیہ کے تحت خلافتِ حقہ کا سلسلہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی کے طور پر اسی موعود بیٹے کو چنا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ بتا چکا تھا کہ 'وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا' ... اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ دوسری قسم رحمت کی (یعنی ارسال مرسلین ونبیین و آئمہ واولیاء وخلفاء) کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا، جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ذریت میں سے آپؓ کے ذریعے ہی آئمہ واولیاء وخلفاء والی رحمت کا دروازہ کھولا۔ چونکہ آپؓ حسن و احسان میں اپنے عظیم الشان باپ کے نظیر تھے لہٰذا آپؓ ایک سعادت مند بیٹے کی طرح انہی راہوں پر گامزن ہوئے جن پر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چلانا چاہتے تھے۔ حسن و احسان میں نظیر ہونے کے لحاظ سے بہت سے پہلو ہیں، مضمون ہذا میں صرف اس پہلو کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ آپؓ نے بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی طرح وقت کے حکمرانوں اور رؤساء کو تبلیغی خطوط لکھے اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا کر حجت قائم کی۔ یہ مکتوبات جہاں ان حکمرانوں کو تبلیغ تھی وہاں دوسروں کے لیے بھی ایک قیمتی علمی خزانہ ہے جو ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگیا ہے، خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس ضمن میں فرمان ہے:

''ہمارا یہ یقین ہے کہ ہر ایک تصنیف جو بانی سلسلہ احمدیہ نے کی ہے یا ان کے خلفاء کی طرف سے کی گئی ہے یا کی جائے گی، خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت دوام پائے گی اور اس سلسلہ کی روزانہ بڑھنے والی تعداد اسے ہمیشہ کے لیے بطور یادگار محفوظ رکھے گی۔''

(تحفہ لارڈ اِروِن۔ انوار العلوم، جلد 12 صفحہ 36)

نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام آف حیدر آباد دکن کو تبلیغ

جناب میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ ہفتم (پیدائش: اپریل 1886ء - وفات: فروری 1967ء) برصغیر کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدر آباد دکن کے آخری نظام یا حکمران تھے، جو 1911 تا 1948ء نظام دکن رہے۔ ایک وقت تھا کہ آپ دنیا کے امیر ترین شخص تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد ایک رویاء کی بنا پر آپ کے نام جون 1914ء میں کتابی شکل میں یہ مکتوب بعنوان تحفۃ الملوک جماعت احمدیہ کے چار کبار بزرگان کے ہاتھ بھجوایا جس میں ضرورتِ امام کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق آگاہ کیا۔ بحیثیت خلیفہ یہ آپؓ کی پہلی تصنیف تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکرم و معظم جناب نواب صاحب) (دام اللہ ملککم وزاد حشمتکم) کے الفاظ سے مکتوب کا آغاز فرماتے ہوئے نظام آف حیدر آباد دکن کو لکھا:

''مجھے اس مکتوب کے لکھنے کی تحریک ایک رویاء کی بنا پر ہوئی ہے۔ ... میں نے مناسب سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم رویاء میں جناب تک ایک امر حق پہنچانے کی جو مجھے تحریک فرمائی ہے عالم بیداری میں اس تحریک کو پورا کردوں۔''

(تحفۃ الملوک۔ انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 84)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر پر تحریر فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اس مبارک زمانہ میں پیدا کیا ورنہ لاکھوں بزرگ اور علماء اور امراء اس بات کی حسرت کرتے ہوئے مر گئے کہ کسی طرح ان کو مسیح موعود کا زمانہ ملے۔ گو مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے دیکھنے والے موجود ہیں پس یہ زمانہ غنیمت ہے، وہ دن آتے ہیں جب کہ زبردست بادشاہ اس خدا کے مرسل کے سلسلہ میں داخل ہوں گے لیکن مبارک ہے وہ جو سب سے پہلے اس نعمت کو حاصل کرتا ہے کیونکہ کوئی زمانہ آئے گا جب کہ اپنی بادشاہتیں دے کر خواہش کریں گے کہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہو جائے جو مسیح موعود کے قریب کے لوگوں کو حاصل تھی۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سینہ کھول دے اور آپ کو میری باتوں پر غور کرنے کی توفیق دے۔ ... میں نے ایک حکم کے ماتحت جناب کو مخاطب کیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ مجھے لغو حکم نہیں دیا گیا۔ ضرور ہے کہ جلد یا بدیر میری یہ تحریر کوئی عظیم الشان نتیجہ پیدا کرے گی۔ ...''

(تحفۃ الملوک، انوار العلوم، جلد 2 صفحہ، (143۔144)

یہ کتاب حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولانا سید سرور شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ دکن کی خدمت میں پیش کی اور اعلیٰ حضرت والی دکن نے بھی خوشی سے اس تحفہ کو قبول فرمایا چنانچہ اخبار حیدر آباد بولیٹن نے اپنی 17 دسمبر 1914ء کی اشاعت میں لکھا:

میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جو جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی معہود کے فرزند اور خلیفہ ثانی ہیں، اپنے دو خادموں یعنی مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کو حضور نظام کی خدمت میں ایک تبلیغی خط دے کر ارسال کیا ہے اور ہم کو معلوم ہوا کہ حضور نظام نے اس خط کو جس کا نام تحفۃ الملوک

ہے، قبول فرمالیا ہے۔ اب اس خط کی مطبوعہ کاپیاں حیدرآباد کے راؤساء میں تقسیم کی جارہی ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 26 دسمبر 1914ء، صفحہ 8)

والیہ بھوپال نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کے نام تبلیغی خط

نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ (1858-1930) ریاست بھوپال کی والیہ تھیں جنہوں نے اپنی والدہ نواب سلطان شاہ جہاں بیگم صاحبہ (1838-1901) کی وفات کے بعد ریاست بھوپال کا تخت سنبھالا اور 1926 تک بھوپال کی والیہ رہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے سر محمد حمید اللہ خان صاحب (1894-1960) ریاست بھوپال کے آخری والی تھے۔ آپ کے خاوند نواب احمد علی خان صاحب (1854-1902) تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1892ء میں تبلیغی خط لکھا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کو 16 ستمبر 1914ء کو ایک تبلیغی خط لکھا جس کے آخر پر والیہ بھوپال کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام پہنچاتے ہوئے، تحریر فرمایا:

”میں آپ کو اس صداقت کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں قائم کی ہے اور امید کرتا ہوں کہ آپ حق کو دریافت کرنے کے لئے پورے غور اور تدبر سے کام لیں گی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس سلسلہ کے کچھ علماء چند دن کے لئے آپ کی خدمت میں بھیج دوں تا کہ وہ دس یا پندرہ روز رہ کر سلسلہ کے مفصل حالات اور حضرت مسیح موعود کا دعویٰ اور اس کے دلائل جناب کے سامنے بیان کریں کیونکہ اس طرح آپ کو حق ... میں تمیز کرنے میں سہولت ہوگی، بہتر ہو کہ جناب اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر فرماویں تا کہ وقت مقررہ پر وہ لوگ بھوپال پہونچ جائیں۔ ...

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو صداقت و ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دے اور اپنے پاک بندوں میں شامل فرمائے، آمین ثم آمین۔“ (ریویو آف ریلیجنز۔ مئی 1941ء، صفحہ 7-12)

Charles Hardinge وائسرائے آف انڈیا کے نام خط

Charles Hardinge, (1944-1858) 1st Baron Hardinge of Penshurst, برطانوی ڈپلومیٹ تھے جو 1910ء میں انڈیا کے وائسرائے اور گورنر جنرل (Viceroy and Governor-General of India) مقرر ہوئے اور 1916 میں اس عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سبکدوشی کے موقع پر ان کو ایک خط لکھا:

"To

His Excellency The Right Hon.

Baron Hardinge of Penshurst....

Viceroy and Governor-General of India,

Your Excellency,

As the Second Successor of the Promised Messiah, Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, and the leader of the Ahmadiyya Community founded by him, I beg leave to approach Your Excellency on the eve of your departure from this land of your labours with an expression of gratitude and good-will on behalf of myself and of the community which I have the honour to represent.

The Founder of the movement, my illustrious father of blessed memory, claimed to be the prophet of the latter days whose advent was expected under different names by all the religions of the world....

It is the creed of the movement that the religion of the Quran is the only panacea from all human ills and it was the Divine Mission of the Founder of the movement to teach the world the true interpretation of the Holy Quran. The movement has, therefore, undertaken as one of its foremost duties to publish an authentic translation of the Quran for the benefit of the English reading public. The first part of the work has just been out; and two copies of the same together with two copies of the Teachings of Islam -- as the most cherished gift of a Muslim, I beg to present herewith to Your Excellency in token of fealty and good-will for the use of Your Excellency and that of the Rt. Hon'ble Lady Violet Hardinge....

(The Review of Religions, Qadian, March 1916 page 145-147)

J. H. DuBoulay وائسرائے آف انڈیا کے سیکرٹری نے جواباً شکریہ کا خط لکھتے ہوئے لکھا:

"I am desired to acknowledge with thanks your letter ... together with two copies of your English translation of the Quran and two copies of "The Teachings of Islam."

I have duly laid these before the Viceroy who asks me to send you his thanks and those of his daughter for your gift, which he has great pleasure in accepting."

پرنس آف ویلز (Prince of Wales) کے نام تبلیغی خط

Edward Albert Christian George Andrew Patrick David (1894-1972) برطانوی بادشاہ George V اور Queen Mary

کے سب سے بڑے بیٹے تھے جو 1910ء میں Prince of Wales کے لقب سے ملقب ہوئے، جنوری 1936ء میں اپنے والد کی وفات پر برطانیہ کی بادشاہت کا تاج پہنا۔ لیکن اسی سال دسمبر کے مہینے میں چرچ آف انگلینڈ سے اختلاف کر کے تخت سے دستبردار ہو گئے اور Duke of Windsor کہلائے۔

یہی Edward VIII 1921 میں بطور شہزادہ ویلز ہندوستان کے دورے پر آئے، اس موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحفہ شہزادہ ویلز کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں حکومتِ وقت سے وفاداری کے علاوہ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ و السلام کے مختصر حالات، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم، تاریخ اور اس کے قیام کی غرض پر روشنی ڈالنے کے بعد شہزادہ ویلز کو دعوت الی الاسلام بھی دی ہے۔ فروری 1922ء کو جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے گورنمنٹ پنجاب کے توسط سے پرنس کی خدمت میں ایک سپاس نامہ کے ساتھ یہ کتاب تحفہ پیش کی۔

حضورؓ نے تسمیہ کے بعد ہمارے ملک معظم کے شہزادہ اور مملکت برطانیہ کے ولی عہد! کے الفاظ میں پرنس آف ویلز کو مخاطب کر کے فرمایا:

''میرے مکرم شہزادہ! یہ تحفہ ان چیزوں سے بنا ہوا نہیں جو زمین کی ہیں اور جن کے متعلق ڈر رہتا ہے کہ چور اِن کو چرا لے جائے یا زمین کے کیڑے اس کو کھا جائیں، نہ یہ تحفہ ایسا ہے کہ جو آپ کے والد مکرم کے وسیع خزانوں میں ملتا ہو بلکہ یہ تحفہ ایسا نایاب ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام بادشاہوں کے خزانے اس سے خالی ہیں اور بڑے بڑے بنکوں کی مجموعی دولت اس کے خریدنے سے قاصر ہے۔ ... یہ مرنے کے بعد بھی انسان کے ساتھ جاتا ہے اور اس جہان میں نہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی کام آتا ہے۔''

(تحفہ شہزادہ ویلز۔ انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 460)

اور کتاب کے آخر پر دنیا کے اس بڑے شہزادے کو روحانی بادشاہت کے سب سے بڑے تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی طرف دعوت دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''اے شہزادہ بالا بخت! ... ہم آپ کو اس صداقت کی دعوت دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف آج سے تیرہ سو سال پہلے بھیجی اور جس کے قیام اور جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے اِس وقت مسیح موعود کو نازل کیا ہے۔ بے شک مسیحی اقوام کے لئے یہ نہایت تلخ ہے کہ وہ انیس سو سال تک انتظار کرنے کے بعد مسیح کے وجود کو دوسرے کسی مذہب کے پیروں میں پائیں اور ان کی حمیت اور غیرت کو اس سے صدمہ پہنچتا ہے مگر مبارک وہی ہے کہ جو خدا کی مرضی کو قبول کرے اور اس کی حکمتوں پر اعتراض نہ کرے اور اپنی عزت اور اپنی غیرت اور اپنی خواہش پر اس کی رضا کو مقدم کرے۔ ...

اے شہزادہ ویلز! ہم بصد محبت و اخلاص آپ کو اس امر کی اطلاع دیتے ہیں ہم نے آپ کے لئے دروازہ کھول دیا ہے، دنیا کی باتوں کی پرواہ نہ کیجیے، آگے بڑھیے اور زمین و آسمان کے بادشاہ، پہلوں اور پچھلوں کے بادشاہ اور اس جہان اور دوسرے جہان کے بادشاہ کے بلاوے کو قبول کرتے ہوئے اس کے گھر میں داخل ہو جایئے اور اس کی دعوت سے حصہ لیجیے۔

اھلاً و سھلاً و مرحباً

(تحفہ شہزادہ ویلز۔ انوار العلوم۔ جلد 6، صفحہ (525-533)

اس کتابی تحفہ کے ملنے پر پرنس آف ویلز کے چیف سکرٹری Sir Geoffrey Fitz-Hervey de Montmorency (1876-1955) نے پرنس کی طرف سے شکریہ کا خط لکھا۔

امیر امان اللہ خان صاحب آف افغانستان کے نام تبلیغی مکتوب

امیر امان اللہ خان صاحب (1960-1892) افغانستان کے بادشاہ تھے جو اپنے والد امیر حبیب اللہ خان (1872-1919) کے بعد افغانستان کے امیر بنے۔ یہ پہلے امیر تھے جنہوں نے افغانستان میں مغربی اطوار پر جدت لانے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جنوری 1929ء میں امیر امان اللہ صاحب اپنے عہدہ سے دستبردار ہو گئے اور برٹش انڈیا میں منتقل ہو گئے جہاں سے یورپ چلے گئے اور وہیں سوئزرلینڈ میں 1960ء میں وفات پائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1922ء میں ایک ضخیم کتاب کی شکل میں امیر امان اللہ خان کے نام ایک مکتوب رقم فرمایا جس میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت اعلیٰ اور حسین پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ اس مکتوب کا آغاز فرمایا:

از طرف عبداللہ الضعیف میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح و امام جماعت احمدیہ بطرف اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان بہادر بادشاہ افغانستان وممالک محروسہ

اس کے بعد قرآن، حدیث و تفاسیر کے لگ بھگ اڑھائی سو حوالوں کی مدد سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے بارہ دلائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں:

(1) ضرورتِ زمانہ (2) شہادت حضرت سید الانبیاء ﷺ (3) آفتاب آمد دلیل آفتاب (4) غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ (5) تجدیدِ دین (6) نصرتِ الٰہی (7) دشمنوں کی ہلاکت (8) سجدۂ ملائکہ (9) علومِ آسمانی کا انکشاف (10) اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم غیب پر اطلاع (11) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے عشق (12) آپ کی قوتِ احیاء

اور آخر پر امیر افغانستان کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا:

''اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل روز روز نہیں آیا کرتے اور خصوصاً اس قسم کے عالی شان مرسل کہ جس قسم کا مسیح موعود ہے، رسول کریم ﷺ سے اور کسی شخص کی نسبت اس قدر بشارات مروی نہیں جس قدر کہ اس کی نسبت۔ پس اس سے بڑے آدمی کی آمد کی ہمیں امید نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی کریمؐ کی امت کے لئے خاتم الخلفاء ہے اور اس کے بعد قیامت کے زمانے ہی کا انتظار کیا جا سکتا ہے پس اس کے زمانے کا ایک ایک دن قیمتی ہے اتنا قیمتی کہ دنیا و ما فیہا اس کے مقابلے میں حقیر اور ذلیل ہے اور خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس کی قدر کو سمجھتا ہے اور اس پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پا گیا اور عبودیت کا راز اس پر کھل گیا۔''

(دعوۃ الامیر۔ انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 593)

وائسرائے آف انڈیا Lord Irwin کے نام تحفہ لارڈ اِروِن

لارڈ اِروِن جن کا اصل نام Edward Frederick Lindley Wood (1881-1959) تھا، برطانیہ کی معروف اور اعلیٰ سیاسی شخصیت تھیں۔ آپ 1925 تا 1931ء انڈیا کے وائسرائے اور گورنر جنرل رہے، آپ کے دور میں انڈیا میں سیاسی لحاظ سے بہت ہلچل رہی، سائمن کمیشن، نہرو رپورٹ، آل پارٹیز کانفرنس، قائداعظم کے چودہ نکات، سول نافرمانی تحریک اور گول میز کانفرنس وغیرہ سب اسی دور کے واقعات ہیں۔ بہرحال ہندوستان کی آزادی میں لارڈ اِروِن کی بھی خدمات ہیں۔ آپ اپریل 1931 میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہوئے، اسی موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحفہ لارڈ اِروِن نام سے کتابی شکل میں ایک مکتوب لکھا جس کا انگریزی ترجمہ حضرت مولوی

عبدالرحیم دردصاحب نے کیا اور جماعت احمدیہ کے تین بزرگان پر مشتمل ایک وفد نے یہ تحفہ لارڈ اِرون کو پیش کیا۔حضور نے اس کتاب میں تین ابواب باندھے ہیں:

(1)لارڈ اِرون کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف

(2) گزشتہ صحیفوں میں درج اسلام اور احمدیت کے متعلق پیشگوئیاں درج کر کے دعوت الی الاسلام

(3)احمدیت کا تعارف،عقائد اور غرض وغایت۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وائسرائے کو اسلام احمدیت کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یور ایکسیلنسی! .... جس طرح آج سے انیس سو سال پہلے ایک خدا کے برگزیدہ سے تعلق نے دنیوی لحاظ سے ادنیٰ حیثیت کے آدمیوں کو شہرت وعزت کے بلند ترین مینار پر جا کھڑا کیا اسی طرح اِس وقت بھی اس کے مثیل کے ساتھ تعلق انسان کو بلند ترین مقامات پر پہنچانے کا موجب ہوا ہے اور ہوگا۔ ...

یور ایکسیلنسی! آپ کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی دعوت دینے کے بعد اور یہ بتانے کے بعد کہ سلسلہ احمدیہ ان پیشگوئیوں کو پورا کرتا ہے جو اناجیل میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مذکور ہیں، اختصار کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کیا ہے تا کہ آپ اس کے مقصد اور اس کی غرض سے واقف ہو جائیں۔''

(تحفہ لارڈ اِرون۔انوار العلوم، جلد 12، صفحہ 47)

یہ خط وصول ہونے پر Lord Irwin نے شکریہ کا خط لکھا بلکہ اس کتابی تحفہ کی صندوقچی (casket) کے بارے میں لکھا:

یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں، بے نظیر ہے۔

بادشاہوں کو خطوط لکھنا اور وہ بھی دینی اغراض سے، ناممکن نہ سہی لیکن مشکل کام ضرور ہے کیونکہ وہ اپنی ہی دنیا میں مگن ہوتے ہیں اور دوسروں پر حکم چلانے کی عادی ہوتے ہیں اور مذہبی موضوعات پر گفتگو کرنا یا سننا ان کا مزاج نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کو دین کا وعظ و نصیحت کرنا نہایت جرأت اور حوصلے کو چاہتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ جرأت اور حوصلہ اسی جری اللہ کے موعود بیٹے کو عطا کیا جس کے متعلق وہ پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ جو جھوٹا ہو اس میں نہ ایسی جرأت ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ اولوالعزمی۔

جہاں منکرینِ خلافت نے اس موعود بیٹے کی خلافت کا انکار کر کے اور امام زمانہ کا مقام و مرتبہ کم کر کے پھر مداہن یا مصلح اس کا نام چھپا کر اپنی انجمن کو چلانے کی ناکام کوشش کی وہاں اس موعود اولوالعزم بیٹے نے حضرت اقدس کا نام چھپا چھپا کر شاہانِ وقت کے درباروں تک اس کی صدائیں بلند کرنے کے علاوہ اکنافِ عالم میں اس کے پاک سلسلہ کی ایسی شاخیں قائم کیں کہ آج وہ تناور درخت بنی ہوئی ایک طرف حضرت اقدس مسیح موعود الصلوٰۃ وعلیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا اعلان کر رہی ہیں اور دوسری طرف خلافت احمدیہ کی صداقت کا بھی مظہر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی پیشگوئی بابت مصلح موعود مندرجہ 20 فروری 1886ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں منکرین کو انتباہ فرمایا ہے:

''اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اِس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں، جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام۔روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 648)

اعلانِ نکاح وتقریب شادی

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمائندگی میں مکرم مبشر احمد صاحب امام مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ امریکہ نے مورخہ 19 نومبر 2021ء کو مسجد بیت الرحمٰن میں محترمہ لبنیٰ لئیق صاحبہ واقفہ نو، جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ جماعت احمدیہ سرینام بنت مکرم مولانا لئیق احمد مشتاق صاحب مبلغ انچارج سرینام جنوبی امریکہ کا نکاح ہمراہ مکرم جنید اسلم صاحب وقفِ نو متعلم درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ کینیڈا ابن مکرم خواجہ محمد اسلم صاحب بعوض پانچ ہزار امریکن ڈالر حق مہر پڑھایا اور اسی روز رخصتی عمل میں آئی۔ دلہن محترمہ لبنیٰ لئیق صاحبہ ددھیال کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت شیخ محمد سلطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ننھیال کی طرف سے حضرت میاں احمد دین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چشم وچراغ ہیں۔

مورخہ 21 نومبر 2021ء کو بسم اللہ بنکوئٹ ہال میری لینڈ امریکہ میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا، اس موقع پر مکرم ومحترم مولانا اظہر حنیف مبلغ انچارج ونائب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

مورخہ 18 دسمبر 2021ء کو مسجد ناصر سرینام میں ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا، جس میں افرادِ جماعت کے علاوہ حکومتی افسران اور مختلف عمائدین شامل ہوئے۔

محترمہ لبنیٰ لئیق صاحبہ کے دادا محترم شیخ مظفر احمد صاحب اور نانا محترم میاں شریف احمد صاحب کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی اور دلہن کے چچا مکرم ولید احمد صاحب اور ماموں مکرم محمود احمد خالد صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں۔مکرم جنید اسلم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا محترم خواجہ غلام محمد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے اگست 1921ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورہ کشمیر کے دوران دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بعد میں ان کے دادا محترم خواجہ عبد العزیز صاحب کو طویل عرصہ بطور صدر جماعت احمدیہ گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ خدمات کی توفیق ملی۔ان کے والد محترم خواجہ محمد اسلم صاحب کو پاکستان میں ضلعی سطح پر مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی اور امریکہ منتقلی کے بعد مجلس انصار اللہ میں بطور منتظم وقفِ جدید، سیکرٹری وقف نو میری لینڈ اور طاہر اکیڈمی میں بطور ٹیچر خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔اسی طرح دولہا کے چچا محترم محمد اشرف ضیا صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں اور اس وقت بطور صدر ومبلغ انچارج آسٹریا خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اس جوڑے کو ہمیشہ اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے، دائمی خوشیوں اور دین ودنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین!

بقیہ از: میرا پیارا محبوب

میرا بس

دربارِ خلافت کے لئے میرے بس میں تو بس یہی ہے کہ میں اپنی اطاعت کے معیار، تعلق، اظہارِ فدائیت اور اللہ کے حضور آپ کے لئے اللہ کی تائید ونصرت، آپ کے پروگراموں کی کامیابی، آپ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعاؤں کو اور بھی بڑھاؤں۔ اور یہ بھی کہ اللہ اس اُٹھے ہوئے غبارِ بدتمیزی کو جلد تر طاقِ نسیاں اور سب کو اسے گردِ راہ سمجھنے کی سمجھ عطا فرمائے۔ آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں یہی دعا ہے کہ:

'اے اللہ میں تجھ سے اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔' (جامع ترمذی۔کتاب الدعوات)

مشعلِ راہ

از تحریرات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم پروفیسر سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب مربی سلسلہ، جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بابرکت وجود عظیم الشان پیشگوئیوں کا مصداق تھا۔ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر اس مقدس ہستی نے اپنے 52 سالہ دورِ خلافت میں اسلام احمدیت کی حقانیت ثابت کرتے ہوئے اپنی تحریرات اور فرمودات کا ایک لازوال علمی خزانہ چھوڑا ہے۔ اس خزانہ سے ہر دور میں زمانے کی ضروریات کے مطابق فائدہ اٹھایا جاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

ذیل میں قارئین کی خدمت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات میں سے چند اقتباسات اور واقعات بطور مشعلِ راہ پیش ہیں۔

لوگوں کے لیے بطور نمونہ

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت اور ترقی کے لیے مؤمنین کا ایک ایسا گروہ تیار کرتا ہے۔ جن کا ہمہ وقت کام دین کی اغراض ومقاصد کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنا نمونہ قائم کرنا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لیے نمونہ کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوؤں پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہارے لیے یہ مسئلہ ہے کہ تم چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اس نے کہا تمہارے لیے کا کیا مطلب ہے؟ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ بدلتا رہتا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دینا تمہارے لیے ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینے لازمی ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ۔ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کرلوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔ بعض لوگوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ صرف دین کی طرف اپنی توجہ رکھیں لیکن باقی دنیا کا صرف یہی مقام ہے کہ وہ دنیا کمائیں اور اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ مناسب نسبت کے ساتھ عبادات اور دین کے کاموں میں بھی لگائیں۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم صفحہ 546)

زہر اور اس کا تریاق

ہم اپنے روزمرہ معمولات میں لاشعوری طور پر اپنے ماحول اور صحبت کا اثر لے رہے ہوتے ہیں۔ اگر ماحول اور صحبت ایسی ہو جس کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی تعلیمات سے دور ہٹ رہے ہوں اور ہمارے اندر منفی تبدیلیوں کے آثار پیدا ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو تو ایسے بد ماحول کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ایک تریاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہم بدصحبت یا ماحول کے نقصان دِہ اثر سے اپنے آپ کو یا اپنے بچوں کو بچا سکتے ہیں۔ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے۔ ... ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام 'الفضل' جاری نہیں کراتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ 'الفضل' پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کرلیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں، اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں، اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم صفحہ 329)

عادت کی نیکی

بسا اوقات یہ سننے کو ملتا ہے کہ بعض لوگ عادتاً نماز یا عبادات ادا کرتے ہیں اور وہ ان کی حقیقت سے واقف نہ ہیں۔ اس لیے ایسے لوگوں کی نمازیں یا عبادات نیکیاں شمار نہیں کی جاسکتیں کیونکہ وہ عادتاً ایسا کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ عادت کی نیکی کوئی نیکی نہیں۔ وہ بھی کوئی نیکی ہے جس کی عادت پڑ جائے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ عادت کی نیکی بعض دفعہ تو بے شک نیکی نہیں ہوتی لیکن بعض دفعہ ہوتی ہے۔ دراصل یہ دو الگ الگ مواقع ہیں جن کی وجہ سے عادت کی نیکی بعض دفعہ نیکی بن جاتی ہے اور بعض دفعہ نیکی نہیں رہتی۔ جب انسان کو اپنی سمجھ بوجھ کے زمانے سے پہلے کسی چیز کی عادت پڑے اور پھر اسے اس عادت پر غور کرنے اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کا کبھی موقع نہ ملا ہو تو وہ نیکی نیکی نہیں کہلاتی۔ مثلاً اگر کسی شخص کو بچپن سے سچ بولنے کی عادت یا نماز پڑھنے کی عادت ہے اور بعد میں اسے سچائی اور نماز پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا اور وہ ان نیکیوں کو علیٰ وجہ البصیرت نہیں محض عادت کی وجہ سے بجالاتا ہے تو اس کی یہ نیکیاں محض عادتی نیکیاں کہلائیں گی لیکن جو شخص کسی بات کو سمجھتے ہوئے اس کی عادت ڈالتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں اپنے اندر نیکی کو قائم کروں اور بدی سے بچوں تو وہ اس کی محنت کا ثمرہ اور پھل ہے اور اچھا کام کرنے پر انعام تو ملا ہی کرتا ہے۔ مثلاً جو انسان ابتدا سے جھوٹ بولنے کا عادی ہے اور جس کی گھٹی میں جھوٹ بولنا داخل ہے وہ جب کوشش کرے گا کہ میں آئندہ سچ بولوں تو یہ لازمی بات ہے کہ اسے تکلیف ہو گی لیکن جب پندرہ بیس دفعہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر وہ سچ بولے گا تو اس کے بعد سچ بولنے کی عادت اس میں پیدا ہو جائے گی اور وہ نتیجہ ہو گا اس کی محنت کا۔ اور جو پھل کسی کی محنت اور کوشش کا ہو اس سے وہ محروم نہیں کیا جاسکتا۔ پس جس بدی کا ترک انسان نے محنت سے کیا ہو اور جس نیکی کے بار بار اور بالارادہ کرنے کی وجہ سے انسان کو اس کی عادت ہو گئی ہو وہ نیکی ایک قابلِ قدر نیکی ہے۔ پس یہ بات غلط ہے کہ عادت کی نیکی، نیکی نہیں ہوتی۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد دہم صفحہ 199)

کولمبس

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ محنت کرنے والے اور دوسرے صرف باتیں بنانے والے۔ ایک مومن کو ہمیشہ محنت سے کام کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ترقی کے مواقع عطا فرماتا ہے۔ حاسدوں اور محض باتیں کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ان کا تو کام ہی باتیں بنانا اور دوسروں کی حوصلہ شکنی کرنا ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کولمبس کے ایک واقعہ کا ذکر کچھ یوں فرماتے ہیں: ’’کولمبس نے جب امریکہ دریافت کیا تو لوگوں نے حسد کی وجہ سے اس کی اس فعل کی تحقیر شروع کردی۔ چنانچہ وہ جہاں بھی بیٹھتا لوگ اس پر طنز کرتے کہ کولمبس نے بڑی دریافت کی ہے وہ جہاز میں بیٹھا اور سامنے ایک ملک آ گیا۔ بھلا اس دریافت میں اس نے کیا کیا۔

ایک دفعہ کسی دعوت میں بہت سے لوگ شامل تھے اور مزاقیہ رنگ میں آپس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ کولمبس نے اپنی جیب سے ایک انڈا نکالا اور کہا کہ اسے میز پر کھڑا کردیں۔ جن لوگوں نے یہ کوشش کی وہ ناکام رہے جب وہ سارا زور لگا چکے اور انڈا کھڑا نہ ہوا تو کولمبس نے ایک بڑا سوا نکالا اور انڈے میں سوراخ کردیا۔ سوراخ کی وجہ سے اس میں سے لعاب نکل آیا۔ کولمبس نے اس لعاب کے ذریعہ سے انڈے کو میز پر کھڑا کردیا۔ اس پر کولمبس نے کہا انڈا کھڑا ہو گیا یا نہیں؟ تم کہتے تھے کہ امریکہ کا سفر کولمبس نے کیا اور امریکہ دریافت ہو گیا ہمیں یہ موقع نہ ملا اس لیے ہم رہ گئے۔ مگر اس انڈے کو کھڑا کرنے کا تو تم کو موقع مل گیا تھا تم اسے کھڑا نہ کرسکے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ کام کرنا اور چیز ہے اور یہ کہہ دینا کہ ایسا کام تو ہر شخص کرسکتا ہے اور بات ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر۔ جلد دہم، صفحہ 117)

دینی منافقت کی پیداوار کا موسم

الٰہی سلسلوں کی ترقی کے قدم کو سست کرنے کے لیے منافقین کا گروہ ہمیشہ سے سرگرم عمل رہا ہے۔ یہ گروہ اس وقت شدت سے حملہ آور ہوتا ہے جب الٰہی سلسلہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری جماعت کے ساتھ بھی منافقین کا ایسا ہی رویہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ جب بھی جماعت کی ترقی ہوتی ہوئی منافقین کو نظر آئی انہوں نے اس ترقی کی راہ میں منافقت کا بیج بوتے ہوئے اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ لیکن یہ امر یاد رہے کہ منافقین جماعت احمدیہ کی ترقی کبھی بھی روک نہیں سکتے بلکہ ان عارضی روکوں کی وجہ سے الٰہی سلسلے زیادہ جوش کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ’’منافق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک طرف جماعت کے غلبہ کے آثار اور دوسری طرف دشمن بھی ابھی طاقتور ہو۔ اس حالت کے نتیجہ میں جو پیدائش ہوتی ہے اس کا منافق نام ہوتا ہے۔ جس طرح ہر زمین کی پیداوار الگ الگ ہوتی ہے اسی طرح دینی منافقت کی پیداوار اس موسم میں ہوتی ہے جب دین دنیا کے ایک حصہ پر غالب آجاتا ہے مگر کفر ابھی پوری طرح مغلوب نہیں ہوتا۔ انہیں کفر کا بھی ڈر ہوتا ہے اور دین کا بھی ڈر ہوتا ہے۔... اور چونکہ اس وقت دو کشتیاں تیار ہوجاتی ہیں۔ منافق چاہتا ہے کہ دونوں کشتیوں میں سوار ہو کر سفر کرتا چلا جائے۔ نہ وہ پوری طرح دین کی طرف آتا ہے اور نہ وہ پوری طرح کفر کی طرف جاتا ہے۔ یہ بھی جرأت نہیں کرسکتا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرے کیونکہ ڈرتا ہے کہ وہ جیت نہ جائیں اور یہ بھی جرأت نہیں کرسکتا کہ کفار کا مقابلہ کرے کیونکہ ان کے متعلق بھی انہیں خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ جیت جائیں۔

پس فرماتا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب تیری جماعت ترقی کرتے کرتے کفار کے مقابلہ میں ایک ترازو پر آجائے گی۔ جیسے اس وقت قادیان میں حالت ہے اس وقت تیری جماعت میں منافقوں کا ایک گروہ پیدا ہوجائے گا جو اِدھر تجھ سے تعلق رکھے گا اور اُدھر کفار سے تعلق رکھے گا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نفاق کی کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ قادیان میں وہی شخص آتا تھا جو لوگوں سے ماریں کھانے کے لیے تیار ہوتا تھا مگر اب چونکہ جماعت ترقی کر کے دشمن کے مقابلہ میں ترازو کے تول کی مانند کھڑی ہو گئی ہے اس لیے منافقین کا بھی ایک عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ 1934ء میں احرار نے شورش برپا کی اور گورنمنٹ کے بعض افسروں نے بھی ان کی پیٹھ ٹھونکنی شروع کردی تو اس وقت ہماری جماعت میں سے بعض منافق احرار سے جا کر ملتے تھے اور ہمیں ان کی نگرانی کرنی پڑتی تھی۔ اور ابھی تو یہ پیشگوئی صرف قادیان میں پوری ہوئی ہے جب بیرونی مقامات پر بھی جماعت نے ترقی کی اور کفر کے مقابلہ میں اس نے طاقت پکڑنی شروع کردی تو اس وقت وہاں بھی ایسے لوگ پیدا ہوجائیں گے۔ پھر اور ترقی ہوگی تو بیرونی ممالک میں اس پیشگوئی کا ظہور شروع ہوجائے گا۔ کبھی یورپ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی، کبھی امریکہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی، کبھی چین اور جاپان میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی اور کبھی مصر اور شام اور فلسطین وغیرہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ غرض 1884ء میں جب نہ لوگوں کی مخالفت کا کوئی خیال تھا نہ یہ خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کسی دن دنیا میں ایک بہت بڑی جماعت قائم ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمادیا کہ تیرے ذریعہ جماعت قائم ہوگی۔ وہ جماعت ترقی کرے گی اور جب وہ کفار کے مقابل پر ایک ترازو کے تول پر آجائے گی تو اس وقت بعض منافق پیدا ہوجائیں گے حالانکہ یہ باتیں اس وقت کسی کے وہم اور گمان میں بھی نہیں آسکتی تھیں۔‘‘ (تفسیر کبیر۔ جلد نہم، صفحہ 241)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لازوال علمی خزانوں کو پڑھنے اور سمجھنے والے ہوں تاکہ آپ کی عطا کردہ علمی بصیرت کی روشنی میں ہم درست سمت کا تعین کرتے ہوئے جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ پیش آمدہ مسائل اور روکوں کا احسن رنگ میں تدارک کرنے والے ہوں۔ آمین!

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب

29؍دسمبر 2021ء کو مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مسی ساگا ویسٹ جماعت 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 03؍جنوری 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ساڑھے بارہ بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد ڈیڑھ بجے مکرم مربی صاحب نے دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مخلص اور نہایت ہمدرد اور دعاگو بزرگ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ خورشید آرا صاحبہ، ایک بیٹا مکرم محمد کریم صاحب دوبئی، دو بیٹیاں محترمہ منصورہ مبارکہ صاحبہ اور محترمہ منورہ صبوح صاحبہ مسی ساگا ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔

مرحوم، اپنی صاحبزادی محترمہ منصورہ مبارکہ صاحبہ مسی ساگا ویسٹ کے ہاں قیام پذیر تھے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے والد صاحب کی زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

یاد رہے کہ موجودہ عالمی وبا کووڈ۔19 کے پیش نظر حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

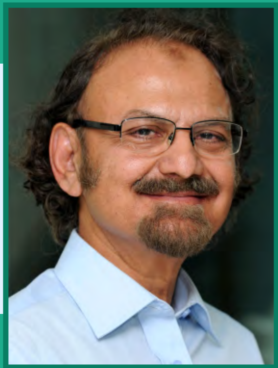

میرا پیارا محبوب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کراچی

دنیا بھر کے ان سب عشق کے ماروں کی طرح جن کی جان خلیفۂ وقت میں ہے۔ جن کا ہر سکھ اور تسکین اس تعلق سے جڑا ہوا ہے۔ جو کبھی اس کی ملاقات اور دید سے سیر نہیں ہوتے۔ جو اپنے ہر خوشی اور غم میں سب سے پہلے اسے اپنا شریک کرتے ہیں۔ جو اپنے ہر دکھ کے مداوا کے لئے جہاں خود اللہ کو پکارتے ہیں وہیں اس کو بھی واسطہ کرتے ہیں۔ جو اس کی طرف کان لگائے رکھتے ہیں اور بساط بھر اس کی باتوں کو وردِ جان کرتے ہیں۔ جو تجربہ سے یہ جانتے ہیں کہ خلیفۂ وقت ان پر ایک گھنے سایہ دار درخت کی طرح سایہ فگن ہے۔

عشق کی راہیں

جو اپنے بچوں کو بھی اسی راہ پر چلاتے ہیں۔ جیسے ایم ٹی اے پر دیکھی جانے والی وہ خاتون جو کسی دور دراز ملک میں خلیفۂ وقت کی گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑتی ہوئی کوشاں تھی کہ گود میں اٹھائے بچے کا چہرہ کسی طرح ان کی طرف موڑے رکھے۔ اور ان ماؤں کے گودوں میں پلنے والے وہ بچے جو بولنا سیکھتے ہیں تو ان کے ابتدائی لفظوں میں لفظ حضور بھی شامل ہوتا ہے۔ اور وہ بڑے جو بڑے اجتماعات میں گھنٹوں خلیفہ کے سامنے بیٹھ رہنے کے بعد بھی اختتام پر بچوں کی طرح کرسیوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں یا دوڑ کر پنڈال سے باہر ہجوم کرتے ہیں تا کہ دید کے کچھ اور لحات میسر آ جائیں۔

خون میں دوڑتی محبت

ان سب کی طرح خلیفۂ وقت میرا بھی پیارا محبوب ہے۔ سب احمدیوں کی طرح خلیفہ سے محبت میری سرشت میں ہے۔ یہ میرے وجود کا حصہ ہے۔ یہ محبت میرے خون میں دوڑتی ہے۔

محبت کا سبق

محبت کا یہ وہ سبق ہے جو میں نے بار بار سیکھا ہے۔

اللہ سے: سب سے پہلے اللہ سے جو خود وَدُود ہے اور بنی نوع سے ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اور جس نے ہمیں محبت کی یہ تعلیم دی:

ترجمہ: اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ (ہی) سے محبت کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 2: 166)

آنحضرت ﷺ سے

اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو اس حکم پر اس درجہ عمل کرنے والے تھے کہ شب و روز آپؐ کو اپنے رب کے عشق میں گم دیکھنے والے آپؐ کے مخالف بھی پکار اٹھتے۔

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

کہ محمد (ﷺ) اپنے ربّ کا عاشق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

اور پھر زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنہوں نے اللہ سے اور اللہ کے نبی ﷺ سے بھی حیرت انگیز عشق کیا۔

محبتِ الٰہی

اللہ سے محبت میں آپ کا رنگ یہ تھا:

مرا با عشق او وقتے ست معمور
چہ خوش وقتے چہ خرّم روزگارے

(حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 149، ایڈیشن 2008ء)

ترجمہ: میرا وقت اسی کے عشق سے بھرپور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے۔

پھر بھی یہی تمنا کی کہ:

وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

(براہین احمدیہ۔ حصہ اوّل، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 16، ایڈیشن 2008ء)

ترجمہ: اور جو چیز مَیں تجھ سے چاہتا ہوں وہ بھی تو ہی ہے۔

(درّثمین فارسی مترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ، صفحہ 218، مطبوعہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی)

اور یہ دعا کہ:

'میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا کہ مجھے زندگی حاصل ہو' (ملفوظات۔ جلد اوّل صفحہ 153۔ مطبوعہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

عشق رسول ﷺ

اور آنحضرت ﷺ سے آپؑ کا عشق اس درجہ کا تھا کہ ایک عارف باللہ پیر صاحب العلم نے یہ گواہی دی کہ:

'خواب میں ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) پر کفر کے فتوے دیئے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:

در عشق ما دیوانہ شدہ است

یعنی وہ ہمارے عشق میں دیوانہ ہوا ہے'

(مکتوبات احمد۔ جلد سوم، صفحہ 262)

اطاعت سے بندھی محبت

سب کے لئے اپنی محبت کو پانے کی راہ اللہ نے یہ مقرر فرمائی کہ:

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (تو) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا۔

(سورۃ آلِ عمران 3: 32)

اور یوں محبت کا یہ مضمون اطاعت سے بندھ گیا۔

صحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

اس حکم کے اولیں مخاطب صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے ٹوٹ کر محبت کی۔ وہ آپؐ کے عشق میں گرفتار اور سرشار رہے۔ آپؐ کے قریب رہنے اور آپؐ کی باتیں سننے کے ایسے شیدائی کہ گھر بار چھوڑ کر اصحابِ صفہ بن گئے۔ آپؐ کی عافیت کے ایسے طلبگار کہ یہ بھی پسند نہ کیا کہ اپنی جان کے بدلے آقا کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ اپنے باپ، بھائی، بیٹے اور شوہر کی زندگی پر اس خبر کو مقدم سمجھا کہ آپؐ خیریت سے ہیں۔ آپؐ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں حفاظتی دیوار بنے رہے اور انتہا یہ کہ جب آپؐ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے تو محبت کے یہ مارے ایسے دیوانے ہوئے کہ ایک ہوش مند نے تلوار

کھینچ لی کہ کوئی اس تلخ حقیقت کو زبان پر نہ لائے۔غرضیکہ عشاق کا یہ ایک ایسا گروہ تھا جو اپنی مثال آپ ہے۔

صحابہؓ کی مثالِ اطاعت

پھر مطیع ایسے کہ آپؐ کے کسی ایک موقع پر دئے گئے حکم پر زندگی بھر عامل رہے۔ (مسند احمد۔جلد1،صفحہ5،قاہرہ)

اور اُس حکم پر بھی عامل ہوئے جس کے مخاطب وہ نہ تھے۔

(سنن ابوداؤد۔کتاب الصلاۃ)

انہوں نے اپنے عہدِ بیعت کو یہی جانا کہ وہ آپؐ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گے خواہ وہ حکم انہیں پسند ہو یا نہ ہو۔

(المعجم الکبیر۔جلد8،صفحہ311)

حکمِ اطاعت کا سفر

اطاعت سے محبت کے اس درس میں آنحضورﷺ نے اپنے بعد اپنے امیر کو بھی شامل فرما دیا۔جیسا کہ فرمایا:

ترجمہ: جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(مسند احمد بن حنبل و المذکر و التذکیر از علامہ ابنِ ابی عاصمؒ حدیث نمبر 22، صفحہ 97)

اور یوں یہ محبت اور اطاعت کا یہ سبق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کو پہنچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم محبت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت کی یہی تعلیم دی کہ:

؎ کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں

(براہینِ احمدیہ،حصہ پنجم۔روحانی خزائن،جلد21صفحہ141)

؎ عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُر خطر

(براہینِ احمدیہ،حصہ پنجم۔روحانی خزائن،جلد21،صفحہ140)

؎ تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں

تیر اندازو نہ ہونا سست اس میں زینہار

(براہینِ احمدیہ،حصہ پنجم۔روحانی خزائن،جلد21،صفحہ141)

آپؑ کی محبت

اور خود یوں محبت کی کہ:

’مَیں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم یہی دعا ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں۔‘

(ملفوظات۔جلد اوّل،صفحہ66)

دوطرفہ محبت

خلفائے کرام کی اطاعت بھی تمام تر محبت کا مضمون ہے۔یہ محبت دوطرفہ ہے۔جہاں افرادِ جماعت خلفاء سے محبت کرتے ہیں وہیں خلفاء بھی افرادِ جماعت سے محبت کرتے اور اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد ہے:

’تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا،تمہاری محبت رکھنے والا،تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا،تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا،تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔...

تمہارا اُسے فکر ہے،درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔‘ (برکاتِ خلافت،صفحہ5)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

’اللہ تعالیٰ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپؑ کا درد مجھے اپنے درد سے بڑھ کر ہو جائے۔‘ (خطباتِ مسرور۔جلد اوّل،صفحہ6)

معروف کی اطاعت

ہر معروف حکم کی اطاعت کا اقرار از خود ہر حکم کی اطاعت بن جاتا ہے کہ بیعت کرنا اپنے آپ کو بیچ دینا ہے اور بکے ہوئے غلام کے لئے آقا کے ہر حکم کی تعمیل لازمی ہے۔پھر وہ خلیفہ جو خدا کا مقرر کردہ ہے اور تمکنت دین کے لئے قائم کیا گیا ہے کیوں کر کوئی ایسا حکم دے سکتا ہے جو معروف نہ ہو۔سب احمدی اس سے واقف ہیں اور اس کے مطابق عمل پر کوشاں۔

نافرمان

اِکاّ دُکاّ نافرمانیاں کوئی اچنبا نہیں۔اور جسمانی تعلق رکھنے والے کسی فرد کا ایسا کرنا بھی نیا نہیں۔قرآن کریم نے حضرت نوحؑ کے نافرمان بیٹے کا ذکر شائد اسی مثال کے لئے محفوظ فرمایا تھا۔پھر پہلے خلیفہ ٔراشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نافرمان بیٹے کا تیسرے خلیفہ ٔراشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اقرباء پروری کا الزام دھرنے والوں کا ہم نوا ہو کر حد سے گزر جانا اور ان کی داڑھی پر ہاتھ ڈال دینا بھی عہدِ بیعت کی پرواہ نہ کرنے کی ایک بری مثال ہے۔اسی طرح وہ مسلمان کہلانے والے جنہوں نے چوتھے خلیفہ ٔراشد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس لئے مخالفت کی وہ بلا تحقیق کیوں ان عمال حکومت کو سزا نہیں دے رہے جو ان کی نظر میں مجرم تھے۔

انجام

ماضی کے ایسا کرنے والوں کا آج تاریخ کس رنگ میں ذکر کرتی ہے اس سے یہ قیاس مشکل نہیں کہ آج کے کسی ایسے نافرمان کا اور ان سب مخالفین کا جو اس آڈیو کو اپنے ویڈیو چینیلز کا ایک نیا ذریعہٗ آمد پا کر جھوٹی خوشی سے اچھل رہے ہیں۔کل کن الفاظ میں ذکر ہو گا۔پس یہ سطحی شور وغوغا وقتی اور بے حقیقت ہے۔اور گزر جائے گا۔

قائم رہنے والے ذکر

ہمیشہ قائم رہنے والا ذکر وہ شفقت،برداشت،تحمل اور حوصلہ ہے جس کا دوسری طرف سے گستاخیوں،بدتمیزیوں اور بدزبانیوں کی مسلسل تکرار کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح نے اظہار فرمایا۔اور وہ افسوس اور رنج ہے جو اس رویہّ سے آپ کے محبت بھرے دل پر گزر رہا ہوگا۔

پہلے غموں جیسا غم

یہ ویسا ہی رنج رہا ہوگا۔جس سے حضرت نوحؑ بیٹے کی نافرمانی پر گزرے ہوں گے۔اور جس کے ہاتھوں باوجود اللہ کے اس فیصلہ کے کہ:

ان کا نافرمان بیٹا ان کا اہل نہیں رہا۔

(سورۃ ہود 41:11)

انہوں نے بوقتِ طوفان یہ عرض کر دیا:

اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَھۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَکَ الۡحَقُّ

ترجمہ: یقیناً میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے۔اور تیرا وعدہ ضرور سچا ہے۔ (سورۃ ہود 46:11)

یہ ویسا ہی رنج رہا ہوگا۔جس سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عزیز کی نافرمانی پر گزرے ہوں گے،جس نے ان سے نافرمان محمد بن ابی بکر سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہلوائے کہ:

’اے میرے بھائی کے بیٹے!اگر تیرا باپ اس وقت زندہ ہوتا تو تُو کبھی ایسا نہ کرتا۔‘

(باقی صفحہ 25)

ہیومینٹی فرسٹ کی سلور جوبلی

اظہارِ تشکر کی ایک سادہ اور پُر وقار تقریب

نمائندہ خصوصی : مکرم محمد اکرم یوسف صاحب

ہیومینٹی فرسٹ ایک عالمی ادارہ ہے جو انتہائی محدود اخراجات کے ساتھ عوامی اداروں اور افراد کے عطیات کی مدد سے عالمی سطح پر امدادِ باہمی کی خدمات گزشتہ 26 سالوں سے مہیا کر رہا ہے۔

آج دنیا کے ساٹھ سے زائد ممالک میں رجسٹرڈ اِس عالمی ادارے کا یہ تابناک اور حیرت انگیز سفر 1995ء میں شروع ہوا اور 2020ء میں ادارہ نے سلور جوبلی کی منزل طے کر لی۔ لیکن COVID-19 کی پابندیوں کی وجہ سے یہ تقریب تاخیر سے منعقد ہوئی۔ اس حوالہ سے یو کے میں 31/اکتوبر 2021ء کو انٹرنیشنل ہیومینٹی فرسٹ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمائی اور تقریب سے تاریخی اور نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔

19/نومبر 2021ء کو نمازِ عشاء کے بعد ایوانِ طاہر میں ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا نے موجودہ حالات کے پیشِ نظر بہت ہی محدود انداز میں اِس کامیابی اور کامرانی پر اظہارِ تشکر ادا کرنے کے لئے ایک نہایت مختصر اور سادہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں ڈیڑھ سو سے زائد خواتین و حضرات کو مدعو کیا۔

تقریباً آٹھ بجے مکرم مبشر احمد خالد صاحب ڈائریکٹر کمیونیکیشن ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور تقریب کا مختصر تعارف کروایا۔ اظہارِ تشکر کی تقریب کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا۔ مکرم رضاءالرحمٰن درّد صاحب نے سورۃ الدھر کی آیات نمبر 6 تا 10 کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم مبشر احمد خالد صاحب نے آغاز میں وڈیو دکھائی جس میں ادارے کی کارکردگی کا عمومی جائزہ پیش کیا گیا کہ ہیومینٹی فرسٹ کے زیرِ انتظام دنیا کے مختلف علاقوں میں 9 مکمل ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں۔ پانچ لاکھ سے زائد مریضوں کو مفت علاج کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔

آنکھوں کے علاج کے لئے دو موبائل یونٹ کام کر رہے ہیں۔

قدرتی آفات اور تباہ کاریوں سے متاثرہ علاقوں میں 24 لاکھ افراد کی مدد کی گئی ہے۔

واٹر فار لائف پروگرام کے تحت ایک ہزار نئے کنوؤں کی مدد سے 45 لاکھ سے زائد لوگوں کو صاف پانی فراہم کیا گیا ہے۔

تعلیمی پروگراموں کے ذریعہ 69 نئے سکول بن چکے ہیں اور بعض تعمیر کے مراحل میں ہیں۔ 47 تربیتی ادارے اور ٹریننگ سکول قائم کئے گئے ہیں، جہاں سے 67 ہزار سے زائد طلباء ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ مجموعی طور پر دو لاکھ سے زائد طلباء کو مدد فراہم کی گئی ہے۔

یتیم بچوں کی پرورش کے لئے 2 پناہ گاہیں کام کر رہی ہیں۔

32 لاکھ ضرورت مندوں تک خشک خوراک مہیا کی گئی ہے۔

مجموعی طور پر 26 سالوں میں ہیومینٹی فرسٹ 11 ملین افراد تک مدد کے لئے پہنچ سکی ہے۔

وڈیو دکھانے کے بعد مکرم مبشر احمد خالد صاحب نے انٹرنیشنل ہیومینٹی فرسٹ کانفرنس سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب فرمودہ 31/اکتوبر 2021ء کا ایک نہایت ایمان افروز اقتباس پڑھ کر سنایا۔

ان کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا نے اپنے مختصر خطاب میں کامیابی و کامرانی سے 25 سال مکمل کرنے پر ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے تمام عملہ اور رضا کاروں کو مبارک باد پیش کی اور سورۃ الدھر کی ان آیات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان میں بھی ایسے مواقع کا ذکر کیا گیا ہے کہ جہاں اللہ کے بندے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنی نوع انسان کی خدمت بجالاتے ہیں وہ ہرگز اس کا نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی شکریہ کے متمنی ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ یہی وہ اعلیٰ اور ارفع پیغام ہے کہ جسے ہیومینٹی فرسٹ ایسے مواقع پر ہمیشہ اپنی خدمات اور کوششوں کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے۔

آپ نے آخر پر برٹش کولمبیا میں آنے والی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے ان نا مساعد حالات میں ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کی گراں قدر خدمات کو بھی سراہا۔

محترم امیر صاحب کے مختصر خطاب کے بعد چیئر پرسن ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے مختصراً بتایا کہ گزشتہ 25 سالوں میں ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا دنیا کے 26 ممالک میں جو کچھ کر سکی ہے وہ آپ سب کی رضا کارانہ کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ تھا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے تمام احباب و خواتین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ یہ تقریب 2020ء میں ہونا تھی لیکن نامساعد حالات کے باعث نہ ہو سکی اور اب نہایت محدود طریقہ سے کی جا رہی ہے۔ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ اِن شاءاللہ آئندہ کسی موقع پر اِن کامیابیوں اور کامرانیوں کا قدرے تفصیل کے ساتھ بڑے پیمانے پر بیان کیا جائے گا۔

آپ نے برٹش کولمبیا میں موسمیاتی تبدیلی کے نتیجہ میں طوفانوں اور تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے محدود وسائل میں اور نامساعد حالات کے باوجود متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر مدد کا ہاتھ بڑھایا ہے اور یہ کاروائی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِن کوششوں کو مقامی طور پر سراہا گیا ہے۔ آپ نے آئیوری کوسٹ میں ناصر ہسپتال جیسا ایک اور وسیع و عریض ہسپتال بنانے کی نوید بھی سنائی۔

ساڑھے آٹھ بجے محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنی نوع انسان کی بے لوث اور گراں قدر خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین!

تصاویر: بشکریہ مکرم محمد اسد سعید صاحب

LET ' S PUT ' HUMANITY ' FIRST !

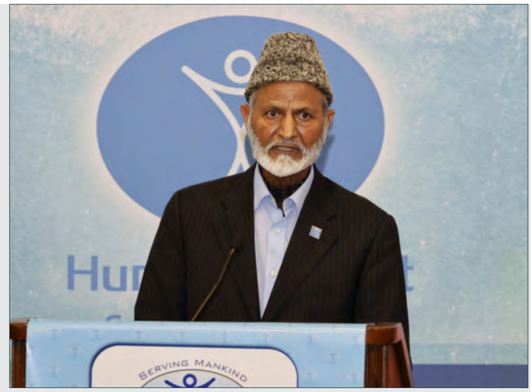

ہیومینیٹی فرسٹ سلور جوبلی تقریب کی چند جھلکیاں

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ محترمہ ناصرہ بیگم ظہور صاحبہ

06 دسمبر 2021ء کو محترمہ ناصرہ بیگم ظہور صاحبہ اہلیہ مکرم غلام احمد ظہور صاحب مرحوم واقفِ زندگی سابق انسپکٹر بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ ربوہ، وان ایسٹ جماعت 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

08 دسمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خلیق، ملنسار، حلیم الطبع، منکسر المزاج، ہمدرد و خیر خواہ، غریب پرور اور دعا گو خاتون تھیں آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے صدق و وفا کا گہرا تعلق تھا۔

آپ مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب المعروف سیالکوٹ ہاؤس غلہ منڈی ربوہ کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ماسٹر خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ پسماندگان میں مرحومہ نے تین بیٹے مکرم طارق ظہور صاحب وان ایسٹ، مکرم خالد ظہور صاحب پیس ویلج ساؤتھ، مکرم عامر ظہور صاحب سکاربرو ساؤتھ اور چار بیٹیاں محترمہ فرزانہ منور صاحبہ ربوہ، محترمہ ریحانہ خاں صاحبہ وان ساؤتھ، محترمہ زاہدہ احمد صاحبہ، محترمہ ارم خاں صاحبہ سکاربرو ساؤتھ اور تین بھائی مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس، مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب سکاربرو ساؤتھ اور مکرم چوہدری مسعود احمد بوٹا صاحب بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ زیادہ عرصہ اپنے بڑے بیٹے مکرم طارق ظہور صاحب وان ایسٹ کے پاس ہی رہیں اس لئے انہیں نسبتاً اپنی والدہ کی زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

☆ مکرم سید اشفاق احمد مظفر صاحب

14 دسمبر 2021ء کو مکرم سید اشفاق احمد مظفر صاحب کیمبرج جماعت 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

21 دسمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تربیت ووقفِ جدید نومبائعین جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی۔ مکرم گردیزی صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سید نصیلت علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف سیالکوٹ کے پوتے تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مخلص احمدی تھے۔ مرحوم کا نظام اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں مرحوم نے اہلیہ محترمہ مونا احمد صاحبہ، دو بیٹے مکرم آذب احمد سید صاحب اور مکرم فیضان احمد سید صاحب، ایک بھائی مکرم سید عفیق احمد جعفری صاحب راولپنڈی، دو بہنیں محترمہ سیدہ نوزیرہ گردیزی صاحبہ مسس ساگا ویسٹ اور محترمہ سیدہ نوشین خالد صاحبہ لاہور یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ امۃ العزیز احمد صاحبہ

20 دسمبر 2021ء کو محترمہ امۃ العزیز احمد صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب مرحوم مسس ساگا نارتھ جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

23 دسمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی۔ مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں مرحومہ نے پانچ بیٹے مکرم رضوان احمد صاحب بریمپٹن، مکرم خالد احمد صاحب، مکرم حفیظ احمد صاحب، مکرم فرحان احمد صاحب شکاگو، مکرم عرفان احمد صاحب فلوریڈا، دو بیٹیاں محترمہ ریحانہ یاسمین احمد صاحبہ مسس ساگا، محترمہ رخصانہ نذیر احمد صاحبہ پیس ویلج اور ایک بھائی مکرم ناصر احمد صاحب یوکے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ زیادہ عرصہ اپنی صاحبزادی محترمہ ریحانہ یاسمین احمد صاحبہ مسس ساگا نارتھ کے ہاں قیام پذیر رہیں اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی والدہ کی زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

☆ مکرم چوہدری نذیر احمد گوندل صاحب

24 دسمبر 2021ء کو مکرم چوہدری نذیر احمد گوندل صاحب Eldorado پارک بریمٹن ویسٹ جماعت 81 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

29 دسمبر 2021ء کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں گیارہ بجے مکرم عدیل احمد گوندل مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد ساڑھے گیارہ بجے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نسیم محمودہ چوہدری صاحبہ، چار بیٹے مکرم نوید احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ، مکرم عدیل احمد چوہدری صاحب پاکستان، مکرم رفیق احمد عامر چوہدری صاحب، مکرم شرجیل احمد گوندل صاحب جرمنی، ایک بیٹی محترمہ افشین نذیر صاحبہ یوکے، ایک بھائی افتخار احمد صاحب Caledon، ایک ہمشیرہ محترمہ ساجدہ پروین صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم، مکرم نوید احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ کے ہاں قیام پذیر تھے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے والد صاحب کی زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!